جلد (۱) ۷ ماہ فتح ۱۳۳۱ ہش ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۷ ماہ دسمبر ۱۹۵۲ء نمبر ۳۷

دُنیا کے فلاسفروں کی موجودگی میں انبیاءؑ کی ضرورت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

”یہ کہنا سراسر غلطی ہے۔ کہ دنیا کے فلاسفروں سے بڑھ کر کس اُستاد کی حاجت ہے۔ کیونکہ دنیا کے فلاسفروں کی صرف اس حد تک رسائی ہے۔ جو حواس ظاہری یا باطنی کی حدود ہیں۔ مگر ان حواس سے بالاتر ایک اور عالم ہے جو روحانی حواس سے معلوم ہوتا ہے۔ جن کو یہ حواس کامل طور پر عطا کئے جاتے ہیں۔ اور جبکہ خدا نے ظاہری چیزوں کو معلوم کرنے کے واسطے ظاہری حواس عطا فرمائے ہیں۔ اور علوم معقولہ کے دریافت کرنے کے لئے جو امور باطنیہ ہیں۔ حواس خمسہ باطنی عطا کئے ہیں پس اس صورت میں صاف طور پر سمجھ آسکتا ہے۔ کہ ایسے امور جو عقل سے بالاتر ہیں اُن کے دریافت کرنے کے لئے بھی کوئی ذریعہ رکھا ہوگا۔ سو وہ ذریعہ **وحی** اور کشف ہے۔ اور جیسا کہ انسانی فطرت کے لئے یہ دائمی عطیہ ہے کہ بجز ان لوگوں کے جو بہرے اور اندھے یا دیوانے ہوں۔ ہر ایک انسان کو حواس خمسہ ظاہری اور باطنی حسب تفاوتؔ مراتب عطا ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف پہلے عطا ہوتے تھے۔ اور اب نہیں۔ ایسا ہی خدا کا قانونِ قدرت روحانی حواس کے لئے بھی اسی کے مطابق ہے۔ کہ اب بھی وحی اور کشف کے حواس حسب مراتب ملتے ہیں۔ اور جو اعلیٰ درجہ کی استعداد رکھتے ہیں۔ وہ ان روحانی حواس میں سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور جو کتاب انسانوں کو یہ تعلیم دے۔ کہ وہ روحانی حواس اب نہیں ملتے بلکہ پہلے کسی زمانہ میں مل چکے وہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ نہ صرف قانونِ قدرت کے برخلاف بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کے بھی برخلاف ہے۔ اور روحانی معلموں کی یہی نشانی ہے کہ وہ صرف ان اخبار غیبیہ کی خبر دیتے ہیں۔ جو اس عالم کے انقطاع[۱] کے بعد ظاہر ہوں گے۔ بلکہ ان اخبار غیبیہ سے بھی مطلع فرماتے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً اس دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں[۲]

۱؎ مراد انتقال کے بعد۔ ۲؎ چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۲ ۔ ؔ مرتبہ کا فرق۔

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ کا مبارک نام۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۵۲ء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:—

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو کسی قدر بخار اور سردرد کی تکلیف ہے۔ احباب حضرت امام ہمام ایدہ اللہ کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

درخواستہائے دعاء

(۱) گذشتہ گیارہ ماہ سے جو قتل کا مقدمہ چل رہا ہے۔ اب اُس کی آخری تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ مقدمہ کی سماعت ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۵۲ء کو ہو گی۔ انہی ایام میں مقدمہ کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ لعنیں اور میرا لڑکا بشیر احمد بی۔اے دونوں ملزم ہیں۔ حالات خوفناک ہیں۔ اور بظاہر بریت کی کا سامان ہے۔ کوئی نجات کا راستہ نظر نہیں آتا۔ اس لئے آپ سے التماس ہے کہ ہم دونوں کی بریت کے لئے دعا فرما دیں۔ تا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمادے۔ اور بہتر حالات پیدا کر دیوے اور ہمیں اس مصیبت سے باعزت بری فرمادے۔ آمین۔ (عنایت اللہ بی۔ایس سی زراعت) و بشیر احمد بی۔اے لائلپور۔

۲۔ میری اہلیہ صاحبہ کی بڑی بہن جہاں آرا بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہیں انکی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کو اللہ تعالیٰ دنیاوی مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ (محمد عثمان علی مبلغ مغربی بنگال)

۳۔ خاکسار کی لڑکی قریباً عرصہ تین ماہ سے ماغی عارضہ کیوجہ سے بیمار ہے اور بیماری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ لہذا تمام جماعت احمدیہ سے درد دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری بچی کو مکمل شفایابی بخشے۔ جس کے پانچ خورد سالہ بچے ہیں تاکہ وہ مصیبت سے محفوظ رہیں۔ درویشان کرام کی خدمت میں خاص دعا کی التجا ہے۔
مرزا احمد شریف بیگ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پتوکی لاہور۔

۴) محترمہ اہلیہ شیخ صالح محمد صاحب ماسہ کا اپریشن ہوا ہے۔ احباب شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔
خاکسار (بھائی) عبد الرحمٰن قادیانی

ضروری اعلان

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام جماعت میں یہ تحریک فرمائی تھی۔ کہ اس کی اشاعت کثرت سے کی جائے۔

تقسیم سے قبل تک جس شاندار طریق پر اس رسالہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام ہوا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ اب یہ رسالہ دار الہجرت ربوہ سے دوبارہ شائع ہو رہا ہے۔ اور اس کا سالانہ چندہ ۱۰/- روپے مقرر ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کا انگریزی کا ترجمہ اور تفسیر کی بہت سی کاپیاں جماعتہائے ہندوستان کے لئے ریزرو رکھی گئی ہیں۔ تاکہ ہندوستان اس بیش قیمت خزانہ سے محروم نہ رہے۔ ترجمۃ القرآن کی پہلی جلد کی قیمت ۲۵/- روپیہ ہے اور دوسری کی ۱۵/- روپیہ۔

میں تمام امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعتہائے ہندوستان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں بار بار اس بات کی تحریک کریں کہ احباب جماعت زیادہ مقدار میں ان ہر دو کتابوں کے خریدار بنیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ اس بارہ میں وہ نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں گے۔ کہ ان کی تحریک کے نتیجہ میں کتنے خریدار پیدا ہوئے۔ ساتھ ہی میں ان تمام مخیر اصحاب سے درخواست کرتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ذی حیثیت بنایا ہے تو ان میں سے کوئی بھی ایسا فرد باقی نہ رہے جس کے پاس ترجمۃ القرآن انگریزی کی دونوں جلدیں موجود نہ ہوں اور وہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار نہ ہوں

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

تعلیم و تربیت کا ایک پہلو

تعلیم و تربیت کا ایک پہلو تنظیم ہے۔ جو بہت بابرکت ہے۔ اسپر قوم کی ترقی کا بڑا انحصار ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت جماعت میں ہر جگہ لجنات اماء اللہ قائم ہیں۔ اگر کسی نئی جماعت میں نہیں تو دیر کیوں؟ تاخیر کے معنے یہی ہیں کہ جو برکات تنظیم کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے حصول میں دیر ہوتی ہے۔ اور اصلاح اور علمی ترقی اور تربیت کے سلسلہ میں جو مفید کام ہونا چاہیئے تھا نہیں ہوا۔ تاخیر کی وجہ چاہے کچھ ہو نقصان واضح ہے۔ کام کرنے والی جماعتوں میں سستی نام کو بھی نہیں آتی اور چونکہ اولاد کی تربیت میں ماں کا اثر باپ کی نسبت کہیں زیادہ ہوتا ہے اس لئے لازم ہے کہ سب بہنیں لجنہ کی ممبر بن کر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک کو پورا کرتی ہوئی مقامی طور پر تربیت و اصلاح کے پروگرام پر عمل پیرا ہوں۔

بچوں کو نماز کی پابندی سکھلائیں۔ لڑکیوں کو اپنے ساتھ لجنہ کی کارروائی میں شریک رکھیں۔ مجلس کے آداب سکھلائیں تاکہ جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی اہلیت ان میں پیدا ہو اور دینی خدمت کا شوق حاصل کریں۔ نماز کا ترجمہ یاد کرا کر ان سے جلسہ میں سنیں۔ چھوٹی چھوٹی صورتیں یاد کرا کر ان سے تلاوت کرائیں۔ درثمین کے اشعار یاد کرا کر پڑھایا کریں۔ چھوٹے چھوٹے مضامین ان کو یاد کرا کے ان سے تقریریں بھی کرایا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی اور ہماری بہنوں کو بھی اور بھائیوں کو بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

نوٹ:- یہ مضمون ناظر صاحب تعلیم و تربیت ربوہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ احباب کے فائدہ کے لئے اس کو بدر میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

قادیان کی احمدیہ والی بال ٹیم کی کامیابی

قادیان مورخہ یکم دسمبر۔ قادیان میں کئی دنوں سے ٹورنامنٹ ہو رہا ہے۔ جس کے انچارج کیپٹن کرتار سنگھ صاحب، سکھ نیشنل کالج قادیان ہیں۔ اس میں ہماری والی بال کی ٹیم شریک ہوئی اور خدا کے فضل سے تین میچوں میں کامیاب ہوئی۔ پہلا میچ امرتسر کی "بی" ٹیم سے ہوا۔ دوسرا دھاریوال کی ٹیم سے اور تیسرا فائینل میچ امرتسر کی "اے" ٹیم سے کھیلا گیا۔ ہماری ٹیم میں مندرجہ ذیل درویش شامل تھے۔

(۱) صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ (۲) عبد السلام صاحب (۳) مولوی برکت علی صاحب (۴) میر رفیع احمد صاحب (۵) محمد یوسف صاحب گجراتی (۶) مرزا محمد اقبال صاحب۔

مورخہ یکم دسمبر کو تقسیم انعامات کا جلسہ کالج کی گراؤنڈ میں جناب اے۔ ایس بڈھا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کی زیر صدارت منعقد ہوا اور انعامات مسٹر بڈھا نے تقسیم کئے۔

ہماری والی بال ٹیم کو ایک بڑا کپ انعام میں ملا۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور عبد السلام صاحب کو چھوٹے کپ نمایاں کھیل کی وجہ سے ملے

فٹ بال کی مقامی ٹیم میں ہمارے دو کھلاڑی مولوی برکت علی صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب شامل ہوئے۔ اس کھیل میں منتظمین کی طرف سے جناب مرزا برکت علی صاحب آف آبادان کو ریفری مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے خوش اسلوبی سے ان فرائض کو سر انجام دیا۔

شادی خانہ آبادی

مورخہ ۱۲/۱۱/۵۲ احمد نگر میں میرے بھائی عزیز محمد صادق بٹ ابن میاں محمد یوسف صاحب ساکن نامرآباد قادیان حال احمد نگر کی شادی خانہ آبادی اور دعوت ولیمہ کی تقریب عمل میں آئی۔ جس میں متعدد دوستوں اور رشتہ داروں نے شرکت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے بابرکت و جانبین کے دین و دنیا کے لئے مفید ہونے کی دعا فرمائیں۔

خاکسار احمد حسین درویش ۱۹۴ قادیان

مکرمی احمد حسین صاحب درویش نے اس خوشی پر اخبار بدر کو مبلغ دو روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے نیک مقاصد کو پورا فرمائے۔ آمین۔ (منیجر بدر)

قادیان میں احمدیہ جماعت کا مقدس ترین باغ

گذشتہ اشاعت سے احباب کو اس شرارت کا علم ہو چکا ہے کہ باغ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام متصل بہشتی مقبرہ قادیان کے متعلق باوجود اس کے کہ حکومت کے اعلیٰ افسران اس کے مذہبی تقدس کی بناء پر اس کو مستقل الاٹمنٹ سے منسوخ قرار دے چکے ہیں۔ ایکسنیا مقدمہ کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ احمدیہ جماعت جو ایک پُرامن اور وفادار اقلیت ہے کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جائے اور اس غریب اور بے سروسامان جماعت کو مالی نقصان اور پریشانی میں مبتلا کیا جائے۔

یہ باغ نہ صرف یہ کہ خاندان سیدنا حضرت بانی سلسلہ کی ملکیت ہے اس کے پھل اور پھول حضرت اقدس اپنے ذاتی اور خاندانی استعمال میں لاتے رہے اور اس میں بہت سے نشانات اور معجزات ظاہر ہوئے۔ بلکہ یہی وہ مقام ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کے ایام میں اپنے مقدس صحابہ کے ساتھ آتے جاتے اور اٹھتے بیٹھتے رہے اسی میں آپ نے ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے ایام میں کئی ماہ تک اپنے صحابہ کے ساتھ قیام کیا۔ نمازیں ادا کیں۔ اور اسی جگہ اپنا روحانی، علمی اور تربیتی فیضان جاری رکھا۔ پھر اسی باغ میں حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور اسی میں خلافت اولیٰ کی بیعت ہوئی۔ اور آپ کی وفات کے بعد بھی آج تک عیدین اور جنازوں کی نمازیں اسی باغ کے مختلف حصوں میں ادا ہوتی رہی ہیں۔ اور اس کے ایک کونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ مکان ہے۔ جس میں بعد وفات حضور کا جسد اطہر آخری زیارت کے لئے رکھا گیا۔

افسوس ہے کہ ان سب خصوصیات اور حقائق کے باوجود محض شرارت کی بناء پر اس باغ کو نکاسی قرار دینے کے لئے مقدمہ کھڑا کیا گیا ہے۔

ہم حکومت سے باادب استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس شرارت کا فوری سدباب کرے اور اسسٹنٹ

کسٹوڈین صاحب گورداسپور کو اس بارہ میں کارروائی کرنے سے روک دے۔ کیونکہ اس ضمن میں تحقیقات کرنے کے بعد بالا افسران پہلے ہی فیصلہ صادر کر چکے ہیں۔ اور دوبارہ کارروائی سے سوائے ہمارے مذہبی جذبات کے مجروح کرنے اور ہمیں مالی اور ذہنی پریشانی میں مبتلا کرنے کے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

اس وقت باغ کا نقشہ جس میں سب متبرک مقامات ظاہر کئے گئے ہیں ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ نقشہ جناب مرزا برکت علی صاحب اسسٹنٹ سول انجنیئر (ریٹائرڈ) ایران حال قادیان نے تیار فرمایا ہے۔ ضروری مقامات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

(۱) چار دیواری مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

(۲) خیمہ گاہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام در ایام زلزلہ ۱۹۰۵ء۔

(۳) مقام درختان شہتوت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور پر مرغوب تھے۔

(۴) مکان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۵) وہ جگہ جہاں حضور علیہ السلام کا جسد اطہر آخری زیارت کے لئے رکھا گیا

(۶) مکان خام جناب سیدنا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ۱۹۰۵ء میں زلزلہ کے ایام میں رہائش ہوئے

(۷) نشست گاہ خاص۔ یعنی جس جگہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع اپنے صحابہ کے خاص طور پر تشریف رکھتے رہے۔ اور جہاں روحانی مجالس قائم ہوتی رہیں

(۸) خیمہ گاہ حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ مع خدام (۱۹۰۵ء)

(۹) خیمہ گاہ طلبار دارالاقامہ مدرسہ تعلیم الاسلام جو حضرت اقدس کی زیر نگرانی تھا۔

(۱۰) حصہ باغ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسد اطہر ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو رکھا رہا۔ بیعت خلافت اولیٰ ہوئی اور حضور کا جنازہ پڑھا گیا۔

(۱۱) کنواں جہاں سے حضرت اقدس اور آپ کے صحابہ پانی لیتے اور وضو وغیرہ کرتے تھے۔

(۱۲) حد فاصل درمیانی حصہ جات باغ (شمالی و جنوبی)

(۱۳) ایک خاص نشان کے ظہور کی جگہ (تذکرہ صفحہ ۱۹۸ و ۴۹۹)

(۱۴) سنگتروں کا کھیت جہاں خزاں موسم میں سنگترے کا پھل معجزانہ طور پر پایا گیا (سیرۃ المہدی حصہ اول ...)

(۱۵) ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے موقعہ پر جہاں سکول قائم کیا گیا۔

(۱۶) مقام جہاں پر ۱۹۰۵ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع صحابہ کے نمازیں ادا کرتے رہے۔

حصہ ڈھاب مابین قصبہ و باغ
بیگم پارک
حضرت اماں جان سیدۃ النساء نصرت جہاں
مکان معہ باغیچہ حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
حصہ باغ شمالی
حصہ باغ جنوبی
جنازہ گاہ حضرت اقدس
دیکھو نقشہ نمبر ۱ (الف)
پیمانہ ۱۲۸ فٹ = ۱ انچ
درختان سنگترہ
درخت آم
خیمہ جات خدام حضرت مسیح موعود

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک عظیم الشان خدمت!

عصمت انبیاء کے متعلق قرآن مجید کے نقطۂ نظر کی وضاحت

نبیاء کے مقدس گروہ کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحُکْمَ وَ النُّبُوَّۃَ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِھَا ھٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِھَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِھَا بِکٰفِرِیْنَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ (انعام ع)

ترجمہ:- ان ہی لوگوں (پیغمبروں) کو ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت دی۔ اگر یہ لوگ (یعنی قریش مکہ) ان چیزوں کو نہ مانیں (تو کچھ پرواہ نہیں) ہم نے اُنپر (ایمان لانے) کیلئے ایسے لوگوں کو تیار کر دیا ہے جو ان کا انکار نہیں کرینگے یہی (پیغمبر) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ پر لگایا تو بھی انہی کی راہ پر چل۔" (ترجمہ از وحید الزمان صاحب حیدر آبادی)

قرآن کریم کی اس آیت اور ایسا ہی اور بیسیوں آیات سے ثابت ہے کہ انبیاء کی جماعت نہ صرف خود پاک اور مطہر ہوتی ہے بلکہ دوسرے لوگ بھی ان کی اقتداء اور پیروی کر کے اپنے آپ کو پاک بناتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہی وہ عقیدہ ہے جسے سچا تسلیم کر کے ایک مسلمان اپنے قول اور فعل میں پاکیزگی پیدا کر سکتا ہے اور اگر اس سے سرِ مُو بھی انحراف کیا جائے یعنی انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت کو بھی گناہوں اور بدیوں میں ملوث مانا جائے تو پھر دنیا سے امان ہی اُٹھ جائے گا۔ ہر شخص جس سے کوئی گناہ سرزد ہو گا باز پُرس پر جھٹ کسی نبی کا نام لے دیگا اور کہے گا جناب! آپ مجھے کیا پوچھتے ہیں مَیں تو ایک معمولی حیثیت کا انسان ہوں اس گناہ کے مرتکب تو فلاں نبی صاحب بھی ہو چکے ہیں۔ دیکھئے فلاں کتاب کا فلاں صفحہ۔ لیکن آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوے سے پیشتر انبیاء علیہم السلام کی طرف ایسے ایسے گناہ منسوب کئے گئے تھے کہ ہمارے نزدیک ایک عام متقی انسان کی طرف بھی وہ گناہ منسوب نہیں کئے جا سکتے۔ انبیاء کی شان تو بہت بلند ہے۔ اور تعجب ہے کہ مولوی صاحبان جان باتوں کو صحیح تسلیم کرتے تھے اور ان کتابوں کو جن میں یہ باتیں درج ہیں عربی مدرسوں کے نصاب میں رکھا ہوا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جہاں اسلام کے پاک چہرہ پر سے گرد و غبار دور کر کے بیشمار گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں وہاں آپ کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپؑ نے انبیاء کے مقدس گروہ کی پاکیزگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

ہر رسولے آفتابِ صدق بود
ہر رسولے بُود مہرِ انورے
ہر رسولے بُود ظلِّ دیں پناہ
ہر رسولے بُود باغِ مثمرے
گر نہ بُودے در جہاں ایں خیلِ پاک
کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

ترجمہ (۱) ہر رسول سچائی کا آفتاب تھا۔ ہر رسول نور کا سورج تھا۔ (۲) ہر رسول ظل اللہ تھا، ہر رسول پھلدار باغ تھا (۳) اگر دنیا میں یہ پاک گروہ نہ آتا تو دین کا کام سراسر ابتر رہ جاتا۔

پھر ان کے فیضان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

روحی بروحِ الانبیاء معطرٌ
جادت علی الجود من فیضانهم

ترجمہ:- "میری روح انبیاء کی روح سے معطر کی گئی ہے۔ اور ان کے فیضان کا ایک مینہہ میرے پر برسا ہے۔"

آپؑ نے ان غلط عقائد کی غلطیوں کو واضح کرنے کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک یہ کہ قانونِ قدرت سے ثابت ہے کہ معرفتِ کاملہ ہی انسان کو گناہوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے مثلاً جسے یقین ہو کہ فلاں کھانے میں زہر ملا ہوا ہے وہ اسے کبھی نہیں کھائے گا۔ اور انبیاء کو چونکہ معرفتِ کاملہ حاصل ہوتی ہے اسلئے اُن سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کو بھیجنے کی ضرورت ہی یہ ہوتی ہے کہ دوسروں کی رہبری کا کام دیں اور اگر رہبر ہی گنہگار ہو تو دوسروں کے گناہ سے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (تفصیلات کے لئے دیکھئے لیکچر سیالکوٹ اور اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ)

اب ہم اختصار کے ساتھ بطور مثال چند اُن گناہوں کا ذکر کرتے ہیں جو مولوی صاحبان نے انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کئے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

احادیث اور تفاسیر میں ایسی روائتیں درج ہیں جن میں ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے عمر بھر میں تین بار جھوٹ بولے۔ ایک یہ کہ اپنے تئیں بیمار کہا اور بیمار نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ بُتوں کو انہوں نے توڑا تھا اور کہا کہ بڑے بُت نے توڑا ہے۔ تیسرے سارہ اپنی بیوی کو بہن کہا۔ ایک ظالم بادشاہ کے سامنے جو لوگوں کی بیویاں چھین لیتا۔ اور یہ تینوں جھوٹ اللہ کیواسطے بولے۔" (تبویب القرآن مع حواشی تفسیر وحیدی مصنفہ مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی حاشیہ صفحہ ۵۲۳) آخری فقرہ قابلِ غور ہے کہ "یہ تینوں جھوٹ اللہ کے واسطے بولے"۔ اب جس مولوی کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے واسطے جھوٹ بولنا جائز ہے وہ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے سے کب رُکے گا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ جھوٹ منسوب اُس نبی کی طرف کئے گئے ہیں جس کے متعلق قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (سورہ مریم) یعنی وہ نہایت ہی راستباز نبی تھا۔ پھر جن واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اُن میں سے صرف دو کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "اِنِّیْ سَقِیْمٌ" میں بیمار ہوں۔ اب کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا کے ایک صادق نبی پر جھوٹ کا الزام عائد کریں۔ کیا نبی بیمار نہیں ہو سکتا؟ پھر ابراہیمؑ تو وہ نبی ہیں جو فرماتے ہیں اِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (الشعراء) "جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو وہی (خدا) مجھے شفا دیتا ہے"۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپؑ نے ایک دفعہ ایک بُتخانہ کے تمام بُتوں کو توڑ دیا مگر ایک بڑے بُت کو چھوڑ دیا اور لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس نے یہ کام کیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کے الفاظ سے ہرگز یہ مفہوم نہیں نکلتا۔ جو مولوی صاحبان نکالتے ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں۔ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا فَسْئَلُوْھُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ یعنی یہ "کام (بتوں کو توڑنے کا) کسی (کرنیوالے) نے کیا ہے یہ ان کا بڑا (بت) موجود ہے اگر تمہارے بُت بولتے ہیں تو اِس سے دریافت کر لو"۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس بڑے بُت کو تو محض اسلئے چھوڑا گیا تھا کہ تا اُن پر اُن کی غلطی کو واضح کیا جائے کہ اگر یہ بُت بولتے ہیں تو اِس بُت سے دریافت کر لو۔ تیسرے واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے۔ البتہ احادیث اور تفاسیر میں موجود ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کے ڈر سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کو بہن کہا حالانکہ عقلاً یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص کسی کی بیوی کو چھینے البتہ بہن کہنے پر اسے نکاح کا خیال پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ بہن کا ہر شخص کو نکاح کرنا ہی پڑتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام

"خدا کے نبی حضرت آدم علیہ السلام کی طرف یہ گناہ منسوب کیا گیا ہے کہ انہوں نے شرک کیا۔ اور تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام جب حاملہ ہوئیں تو ابلیس حضرت آدمؑ اور حوا کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تم اس بچہ کا نام عبد الحارث رکھو تو یہ زندہ رہے گا۔ حارث شیطان کا نام تھا چنانچہ انہوں نے بچہ کا یہی نام رکھ دیا"۔ (دیکھو تفسیر وحیدی و تفسیر قادری موسومہ تفسیر حسینی وغیرہ) اب دیکھو ایک ذرا سی جنبشِ قلم کے ساتھ ایک جلیل القدر نبی کو مشرک بنا دیا حالانکہ جس آیت (فَلَمَّآ اٰتٰھُمَا صَالِحًا۔ الخ) سے یہ استدلال کیا گیا ہے۔ اسمیں عام انسانی فطرت کا ذکر کیا گیا ہے جیسے آجکل کے زمانہ میں بعض مسلمان جب اللہ تعالیٰ ان کو بچہ عطا کرتا ہے۔ تو اس کو اپنے پیروں کی طرف منسوب کر کے شرک کا ارتکاب کرنے لگ جاتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام

قرآن کریم کی آیت لَقَدْ ھَمَّتْ بِہٖ وَھَمَّ بِھَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّہٖ (سورہ یوسف) کی تفسیر میں تفاسیر جامع البیان اور جلالین وغیرہ میں لکھا ہے کہ یوسف علیہ السلام اور زلیخا دونوں نے آپس میں میلانِ طبع اور شہوتِ غیر اختیاری کے باعث بدکاری کا قصد کیا (نعوذ باللہ من ذالک) جب انبیاء کرام کے متعلق اس قسم کے ناپاک خیالات پرورش پانے لگیں تو علماء اور عوام کا تو اللہ ہی حافظ ہے یہ آیت بھی بالکل آسان تھی، قواعد عربی کے لحاظ سے اس کا سادہ مطلب یہ تھا کہ زلیخا نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ بُرا قصد کیا اور اگر یوسف علیہ السلام خدا کی برہان کو نہ دیکھ چکے ہوتے تو وہ بھی ایسا قصد کرتے۔ اب صاف بات ہے کہ یوسف علیہ السلام چونکہ بچپن سے خدا کی گود میں پرورش پا رہے تھے۔ اس لئے اُنکے دل میں بدی کا خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کی بریت فرمائی ہے کہ بوجہ کامل عرفان کے وہ محفوظ ہو گئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام

لکھا ہے: "حضرت داؤد کی نگاہ بے اختیاری میں ایک عورت پر پڑ گئی وہ اُنکو خوبصورت معلوم ہوئی۔ انہوں نے اس کے خاوند سے درخواست کی کہ تو اس کو طلاق دیدے یا اسکے خاوند کو ایک لڑائی میں بھیج دیا۔ وہ شہید ہوا۔ حضرت داؤد نے اسکی شہادت کا چنداں غم نہ کیا اور اس کی بیوی سے نکاح پڑھا لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو تنبیہہ آئی کہ تم نے ننانوے بیویاں رکھ کر اُن پر قناعت نہ کی اور ایک غریب کی بیوی پر نظر ڈالی"۔ لطف یہ ہے کہ یہ واہیات قصہ بیان کر کے بھی مصنف تفسیر وحیدی لکھتے ہیں: "حالانکہ یہ امر دوسرے عام لوگوں کے حق میں کوئی گناہ نہیں ہے۔" جس کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہوا کہ دوسرے لوگوں کو اگر کسی کی منکوحہ پسند آجائے تو حیلے بہانے یا طاقت سے اسکے خاوند کو (باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ ہو)

افکار و آراء

سیاسی اغراض کیلئے لوگوں کو دھرم کے نام پر گمراہ کیا جارہا ہے

سانچی ۳۰ر نومبر۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے بھیلسہ کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے لوگوں آزادی کے تحفظ کے واسطے مستعد رہنے کی اپیل کی۔ (بھیلسہ سانچی سے ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) آپ نے فرقہ پرست جماعتوں کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے خلفشار پیدا کرنا ترک نہ کیا تو ان کے خلاف سخت اقدام کیا جائے گا۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ میں امتناع ذبیحہ گاؤ کے لئے مرکزیں قانون نہ بننے دوں گا

اگر مقامی لوگوں کے جذبات کی پرواہ کئے بغیر ہمارے ملک میں اس قسم کی پابندی عائد کردی گئی۔ تو یہ تمام اصول اور روایات کے خلاف ہوگا۔ لیکن صوبائی حکومتیں امتناع ذبیحہ گاؤ کے لئے آزاد ہیں۔

ایک پمفلٹ کا ذکر

سانچی آتے ہوئے وزیر اعظم کو راہ میں ایک پمفلٹ دیا گیا تھا۔ جس میں امتناع ذبیحہ گاؤ کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ لوگوں کو اس مفسدانہ پروپیگنڈے سے گمراہ نہیں ہونا چاہیئے یہ پروپیگنڈہ سیاسی اغراض سے کیا جارہا ہے۔ جو لوگ گائے کی حفاظت کے نعرے لگاتے ہیں وہ اپنے اغراض اور مقاصد کے حصول کے لئے عوام کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو غنڈہ گردی پیدا کرنا چاہتے ہیں خبردار رہیے۔

اگر یہ لوگ نعرہ بازی کی بجائے گایوں کی خراب حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں تو میرے نزدیک یہ امر پسندیدہ ہوگا۔ محض ذبیحہ گاؤ کی بندش کے لئے قانون بنانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

یوروپین ممالک کی مثال

یوروپ میں ایسے ممالک ہیں جہاں ذبیحہ گاؤ پر کوئی پابندی نہیں لیکن اس کے باوجود وہاں کایوں کی حالت ہندوستان کی گایوں سے بہتر ہے۔

فرقہ پرست جماعتوں کی مفسدہ پردازی

مسٹر نہرو نے ایک اور پمفلٹ کا حوالہ دیتے ہوئے جو ان کے خلاف ہندو مہاسبھا نے تقسیم کیا ہے کہا کہ ہندو مہاسبھا آر ایس ایس اور جن سنگھ ملک کے امن و امان میں خلل ڈالنے کی کوشش کررہی ہیں۔

ہندو مہاسبھا کے ساتھ نرم سلوک

مسٹر نہرو نے کہا کہ اب تک حکومت نے ہندو مہاسبھا کے ساتھ نرم برتاؤ کیا ہے لیکن وہ بدستور خلفشار پیدا کررہی ہے۔ اور عوام کو گمراہ کرنے میں معروف ہے۔ اب اس کے خلاف سخت اقدام کئے جائیں گے۔ فرقہ پرست جماعتیں ہندو دھرم کو نجات دینے کی مدعی ہیں لیکن ایسی راہ پر گامزن ہیں جس پر مسلم لیگ چلی تھی اور جس کے نتیجہ میں ملک تقسیم ہوگیا۔ ان جماعتوں کی سرگرمیاں ملک کے لئے سخت مضر ہیں۔

اتحاد کی اپیل

مسٹر نہرو نے لوگوں سے متحد رہنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ ماضی میں حکمرانوں کے درمیان ذاتی رقابتوں اور عداوتوں نے غیر ملکیوں کو ہندوستان میں حکومت کرنے کا موقع دے دیا تھا۔ اگر طویل اور پُر امن جد وجہد کے بعد حاصل کردہ آزادی کو برقرار رکھنا ہے تو لوگوں کو بلا امتیاز ملت و مذہب متحد ہوجانا چاہیئے۔

اقتصادی حیثیت

مسٹر نہرو نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ عوام کی اقتصادی حیثیت بلند کرنے کے لئے قوم کی قوت کو منظم کرنا ضروری ہے۔ ہر ایک مرد اور عورت کو اپنی اپنی صلاحیت اور ذہانت کے مطابق ترقی کا پورا موقع حاصل ہونا چاہیئے۔

(اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲ر دسمبر ۵۲ء)

ہندوستان میں ہندی

(اس مسئلہ کا ایک رخ جس پر بمبئی کے رسالہ "انڈین لٹریچر" نے اپنے تاثرات ظاہر کئے ہیں)

"ہندی ایک بڑی زبان ہے جس کی روایات شاندار ہیں۔ لیکن اسے ہندوستان میں غیر ہر دلعزیز بنایا جارہا ہے۔ دو باتیں اس کا سبب ہیں۔ ایک یہ کہ اس زبان کو لازمی سرکاری زبان بناکر دوسری زبانوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ جو اتنی ہی بڑی بلکہ زیادہ قدیم ہیں۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ نئی دہلی کے جاہل اقتدار پسندوں نے اس زبان میں راشٹر بھاشا کے نام سے تمسخر انگیز جدتیں پیدا کی ہیں۔ دستور کے ہندی ترجمہ کے قصے تو عام طور پر مشہور رہیں۔ عام آدمیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے جو اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وہ ترجمہ ہندی کے ایسے بڑے حامیوں نے بھی پسند نہیں کیا۔ جیسے کہ مہاپنڈت راہول سانکرتیاین ہیں۔ اسی طرح آل انڈیا ریڈیو میں جو زبان بولی جاتی ہے وہ اس قدر مصنوعی اور واہیات ہے کہ شمالی ہند کے اکثر لوگ اس کے مقابلہ میں پاکستان کے ریڈیو کو سننا زیادہ پسند کرتے ہیں اسی طرح جنوبی ہندوستان میں گوا اور سیلون کا ریڈیو زیادہ سنا جاتا ہے۔

اس مصنوعی زبان کی تازہ ترین مثال جو دوسری مثالوں سے بھی بڑھ گئی یہ ہے کہ اب ہندی میں جو منی آرڈر فارم چھاپے گئے ہیں وہ نہایت تمسخر انگیز ہیں۔ ان میں سے پوسٹ آفس کا ترجمہ عام فہم ڈاک خانہ کے بجائے "ڈاک کریالیہ" کیا گیا ہے۔ ایسے سادہ الفاظ جیسے کہ "تاریخ" اور "خبر" وغیرہ ہیں اور عام طور پر سمجھے جاتے ہیں اور ہندی کی ہر کتاب اور ڈکشنری میں عام طور پر پائے جاتے ہیں اب اس طرح بدلے گئے ہیں کہ "تاریخ" "دننک" بن گئی اور "خبر" "سندرنک" ہوگئی اسی طرح کلرک اور "پے ای" اور "ریمٹر" جیسے عام الفاظ نے یوں چولہ بدلا ہے کہ کلرک کو کلرک نہیں رکھا حالانکہ اس سے زیادہ عام فہم کوئی لفظ نہیں اور "پے ای" کا سادہ ترجمہ "پانے والا" اور "ریمٹر" کا ترجمہ "بھیجنے والا" پسند نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کے بجائے کلرک کو "لیپک" ہوگیا اور "بھیجنے والا" "پریشک" ہوگیا اور "پانے والا" "پراپتاکرتا" بن گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ منی آرڈر کا فارم بھی سنسکرت کی ایک دستاویز بن گیا۔ یہ توڑ پھوڑ صرف اس لئے کی جارہی ہے کہ جو اردو کے لفظ عام طور پر استعمال ہورہے ہیں وہ نکالے جائیں۔

زندہ لفظوں کو زبان سے نکالنے اور ان کی بجائے مصنوعی یا مردہ لفظوں کو داخل کرنے کی کوشش نہایت مضرت رساں ہے اور وہ قدامت پرستی کا ثبوت ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ زبان کی قدرتی ترقی کے اس عمل کو ٹھپ کردیا جائے جو صدیوں سے جاری ہے۔ وہ لوگ جو ایسا کررہے ہیں خواہ وہ کچھ ہی کہیں ہندی کے ہرگز حامی نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو اہل ملک کو ان کی روٹی اور آزادی سے محروم کرتے ہیں ان کی زبان کی حفاظت نہیں کرسکتے۔ اب یہ کام ہندی بولنے والے ترقی پسندوں اور خصوصاً اہل قلم اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے کہ وہ ہندی زبان کی حفاظت کریں۔ اور ایسا وہ اس وقت تک نہیں کرسکتے۔ جبتک کہ وہ حاکمانہ اقتدار کے حلقوں کی قدامت پرستانہ حرکتوں کو نہ روکیں جو وہ سیاست کلچر اور زبان کے معاملہ میں کررہے ہیں۔

(اخبار ہماری زبان علیگڑھ یکم دسمبر ۱۹۵۲ء)

ڈاکٹر رادھا کرشنن نائب صدر جمہوریہ کے مذہب کے متعلق خیالات

مرسلہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہاوگیر دکن

ابھی چند روز پیشتر سوربون کی جامعہ پیرس کے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے ہندوستان کے ایک صاحب فکر اور اپنے وقت کے "پیروانا" ڈاکٹر رادھا کرشنن نائب صدر جمہوریہ نے بعض حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کرکے ہم دنیا کی مختلف اقوام کا روحانی اتحاد حاصل کرسکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ادیان عالم کے مطالعہ میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کیا ہے۔ اور وہ اس نظریہ کے حامل ہیں کہ مذہبی تعلیمات پر عمل کرکے انسان اپنے کردار کو بلند اور اپنی قوم کی اصلاح کرسکتا ہے اور مذہب ہی ایک ذریعہ ہے جس کے باعث لوگ امن و سکون کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں صرف مذہب ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جو عالمگیر امن عالمگیر اتحاد اور عالمگیر اصلاح کی دعوت دیتا اور جنگ وجدل اور فساد و عناد سے روکتا ہے۔ اس سے ہٹکر دنیا کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جو اپنے اندر ایسی ہمہ گیری رکھتی ہو۔ دنیا جسقدر مذہبی تعلیمات سے دور ہٹتی جائے گی اتنا ہی وہ تباہی و بربادی کے غار میں اوندھے منہ گر پڑے گی۔ آج تمام اقوام عالم پر حاکمانہ برتری، معاشی تفوق اور جنگجو طاقت کے حصول کا ایک بھوت سر پر سوار ہے ان میں سے ہر قوم یہ چاہتی ہے کہ تمام دنیا کا اقتدار و تسلط اسی کو حاصل ہو جائے اور دوسری تمام قومیں اسکی محکوم اور غلام بن کر رہیں۔ ان میں سے کسی قوم کے پیش نظر انسانیت کی اصلاح و فلاح کا کوئی مقصد یا نصب العین نہیں ہے۔ اس کے برخلاف مذہب انسان کو امن و اتحاد کا سبق دیتا ہے اور قدرت نے جو وسائل معاش اور ذرائع آسودگی عطا فرمائے ہیں ان سے ہر قوم کو پوری طرح استفادہ کرنے اور ان سے دوسروں کو نفع پہنچانے کی تلقین کرتا ہے۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اپنی تقریر میں اقوام عالم کو ان الفاظ میں متنبہ کیا ہے اگر ہم علم، دولت اور قوت کے وافر ذرائع رکھنے کے باوجود اور بدترین خطرناک اور تباہ کن جنگوں اور حقوق انسانی کی بے رحمانہ پامالیوں سے آگاہ رہنے کے باوجود ہم ان برائیوں کو مٹانے سے قاصر رہیں تو اس کا مطلب اسکے سوا کچھ نہیں کہ تمدن کی بڑی بڑی تحریکیں اپنے راستہ سے ہٹ گئی ہیں۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کو باہم متحد کرنیوالا کوئی عنصر موجود نہیں ہے جسکی اس نئے دور کو سخت ضرورت ہے یہ دنیا کو متحد کرنیوالا عنصر صنعت و حرفت کی دنیا میں تو نہیں ہے یہ تو زندگی کے ان نمونوں میں ملتا ہے جو انسانی ہمدردی اور پاکیزہ اخلاق سے بھرے ہوئے ہیں آج ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا مطالعہ کریں اور ان کی بنیاد پر اقوام و ممالک سے روحانی تعلقات پیدا کریں۔ اس

احمدی دائرہ اسلام میں داخل ہیں

از مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش واقفِ زندگی

آج کل پاکستان میں بعض غلط کار علماء کی طرف سے جو احرار کے گروہ یا مودودیوں وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ سوال اُٹھا ہؤا ہے۔ کہ احمدی چونکہ اجراء نبوت کے قائل ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان معنوں میں خاتم النبیین نہیں مانتے جن معنوں میں احراری وغیرہم خیال کرتے ہیں اس لئے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس بارہ میں ناظرین کی خدمت میں علامہ نیاز فتحپوری صاحب کے ایک مضمون بعنوان "مذہب عقل" سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں انہوں نے اس موضوع پر بالوضاحت روشنی ڈالی ہے۔ اور اختلاف رائے کی وجہ سے کسی کو خارج از اسلام قرار دینے والوں کی مذمت کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"جب ملا خوانہ زندگی کے جھگڑوں کو طے کر کے مسلمان ذرا اطمینان سے بیٹھے اور مختلف اقوام وملل کے لوگوں اور مختلف اذہان وعقول کے انسانوں کو عام دعوت دی گئی اور جوق در جوق لوگ اس طرف آنے لگے تو معلوم ہؤا کہ ہر شخص سے کلمہ شہادت پڑھا لینا آسان نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دل میں کچھ سوالات رکھتا ہے اس کے دماغ میں کچھ شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ وہ سمجھنا چاہتا ہے کہ خدا کا وجود کیا معنی رکھتا ہے۔ رسول کی رسالت کا کیا مفہوم ہے۔ کلام اللہ کو قول ربانی کہنے سے کیا مقصود ہے۔ پھر چونکہ خدا "لا اکراہ فی الدین" کا حکم نافذ کر کے مذہبی آزادی دے چکا تھا۔ اس لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ ایسے سوال کرنے والوں کے گلے پر چھری رکھ دی جاتی کہ لفظ خدا اور رسول کا مفہوم کچھ بھی ہو بہر حال تمہیں مسلمان ہونا پڑے گا (اور نہ تہذیب انسانیت کا یہ تقاضہ ہوسکتا تھا) بہر حال مستفسرین کی تشفی کرنی پڑتی تھی۔ ان کے سوالات پر غور کرنا پڑتا تھا۔ اور ان کے شکوک کا جواب منقولات سے نہیں (کیونکہ وہ ہماری منقولات کو کیوں تسلیم کرنے لگے تھے) بلکہ معقولات سے دینا ضروری تھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ رفتہ رفتہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مذہب میں معقولات علم کلام کی بنیاد پڑ گئی۔ اور اس کو اس قدر وسعت ہوئی کہ آج صرف اس کی تاریخ لکھنے کے لئے خدا جانے کتنی مجلدات کی ضرورت ہے۔ مذہب کی وہ سادگی کہ بغیر سوچے سمجھے ایک بات کا اقرار کر لیا جاتا تھا مفقود ہو چکی تھی اور عقول انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ مذہبی دلائل وعقائد کو بھی تنقیدی روشنی میں لا کر سچا ثابت کرنے کی ضرورت روز بروز قوی ہوتی جاتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا بحث کے ہزاروں پہلو پیدا ہو گئے اور قدیم وحادث کی نزاع، واجب وممکن سب کی بحث، بسیط ومرکب کا جھگڑا، علت ومعلول کا مسئلہ، ذات وصفات کا قصہ، عرض وجوہر، اصول وفروع، تشبیہ وتجسیم، تقلید واجتہاد، سنت، اجماع، قیاس، استحسان، استصلاح، استصحاب، وغیرہ خدا جانے کیا کیا مسائل ظہور میں آ گئے۔ اور اسی طرح فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر، رجال، تاریخ، جغرافیہ، منطق، فلسفہ، الہیات وغیرہ بیسیوں علوم وجود میں آ گئے۔ اب آپ ہی غور فرمایئے کہ یہ سب عقل آرائی کا نتیجہ نہیں تو کیا ہے اور اگر اس سے کام نہ لیا جاتا تو صرف آپ کے منقولات سے کیا کام چل سکتا تھا۔ اور اسلام کی اشاعت اس قدر عام ہونے کی کیا صورت تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اس طرح اسلام میں بہت سے گروہ پیدا ہو گئے۔ احکام وشعائر کے لحاظ سے یک جہتی نہیں رہی۔ عبادات ومعاملات کے نقطۂ نظر سے یک رنگی مفقود ہو گئی۔ لیکن یہ ہونا ضروری تھا اور اس پر ہمیں افسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بہر حال یہ تمام جماعتیں مسلمان ہیں قرآن ہی کو سب نے اپنے عقائد کا ماخذ قرار دیا ہے۔ اور رسول کو برحق کہنے میں سب متفق ہیں۔ اگر ذرا بھی رواداری سے کام لیا جائے تو یہ اختلاف قابل لحاظ نہیں رہتا اور یہ تمام جماعتیں باہم دگر الفت ورافت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ کیونکہ خدا کو ایک اور رسول کو نبی برحق مان لینے کے بعد اسلام کی حقیقی روح کا تعلق اخلاق سے رہ جاتا ہے۔ پھر اگر ایک شخص آپ کی طرح دوزخ وجنت کو مادی چیز نہیں مانتا فرشتوں کو وہ صرف قواعد مدبرۂ عالم مانتا ہے۔ حشر اجساد کو ضروری نہیں سمجھتا میزان وصراط وغیرہ کے بیانات کو صرف تمثیل قرار دیتا ہے۔ حضرت عیسٰے کی ولادت کو بغیر باپ کے نہیں مانتا۔ ان کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا قائل نہیں ہے تو آپ اسے کافر کیوں کہتے ہیں۔ جبکہ وہ قرآن ہی سے اپنے عقائد کا استنباط کرتا ہے اور اپنے پندار میں اسے صحیح سمجھتا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک شمع آپ کے سامنے بھی روشن ہے۔ اور میرے سامنے بھی آپ اپنی عریاں آنکھ سے اسکی روشنی کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ روشنی سپید ہؤا کرتی ہے۔ اور میں ایک مثلث شیشہ کے ذریعہ سے دیکھ کر حکم لگاتا ہوں کہ اس کا نور سات رنگوں سے مرکب ہے۔ پھر اگر آپ صرف اتنی سی بات پر مجھے اندھا کہ دیں تو صریحی ظلم ہے اگر آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو جانے دیجئے۔ آپ کو یہ حق کیونکر حاصل ہو گیا کہ مجھے آنکھوں والوں کی صف سے بھی نکال دیں۔ بعینہ وہی حالت مسلمانوں کی ہے کہ حنفی شیعی کو بُرا کہتے ہیں شیعی خارجی کو کافر بتاتا ہے۔ اشعری معتزلہ کو گمراہ قرار دیتا ہے حالانکہ میرے نزدیک یہ سب مسلمان ہیں اور اصول کے لحاظ سے (اگر خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت پر کوئی حرف نہیں آتا) شیعی خارجی، معتزلی، وہابی، احمدی، نیچری وغیرہ سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہیں"۔

(کتاب من ویزداں حصہ دوم صفحہ ۳۶ تا ۳۸)

مندرجہ بالا حوالہ جس میں فاضل مضمون نگار نے نہایت شرح وبسط سے مثالوں سے یہ روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ اختلاف رائے کی وجہ سے کسی کو کافر گرداننا یقیناً بہت بڑا ظلم ہے کے باوجود بھی اگر کوئی احمدیوں کو اسلام سے خارج قرار دے تو یا تو تعصب کی وجہ سے اسے کچھ نظر نہیں آتا یا عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ سب کو راہِ راست پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے۔ تاکہ اسلام کی فتح کا دن جلد از جلد طلوع ہو کر دنیا کی بے چینیوں اور تکالیف کا خاتمہ کر دے آمین ثم آمین۔

یہ بات رنجدہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے علماء خود تو تبلیغ اسلام سے غافل ہیں اور ان کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ کسی غیر مسلم کو دائرہ اسلام میں داخل کریں اور جمعیت اسلامیہ کو ترقی دیں۔ لیکن اس جماعت کے خلاف جو اپنی تبلیغی مساعی میں منفرد ہے اور دنیا کے کناروں تک توحید باری تعالےٰ اور رسالت رسول صلعم کی منادی کر رہی ہے حربۂ تکفیر اور اخراج از اسلام استعمال کر رہے ہیں اور وقت اور حالات کی نزاکت کو نہیں سمجھتے خدا تعالےٰ ان پر رحم فرمائے۔ آمین۔

ہم تو وابستہ ہیں اُن سے جو بڑے قہار ہیں

از حکیم غلام نبی صاحب مبلغ

ہاں مخالف حق کے اب بھی درپئے آزار ہیں
گو مقابل میں ہزیمت کھا چکے سو بار ہیں
آسماں پہ ہے نظر اور حق پہ ہیں ثابت قدم
جو مظالم سے ڈرے اس سے تو ہم بیزار ہیں
دین کی خاطر جان کی پروا نہیں کرتے ہیں ہم
مکر وتدبیر عدو تو عنکبوتی تار ہیں
تھی غرض اُن کا مرض ہو دور اور آرام ہیں
لیک شیریں کو سمجھتے تلخ ہی بیمار ہیں
یہ تو انا کی قتیں حاصل ہیں تجھ کو جن سے تو
پیس ڈالے گا انہیں جو بے خبر نادار ہیں
یاد رکھ لا تظلموا انجام کو بھی سوچ لے
ہم تو وابستہ ہیں اُن سے جو بڑے قہار ہیں

سوال و جواب

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

میری طرف سے ایک سوال مورخہ ۱۴ نومبر کے "بدر" میں شائع کیا گیا تھا۔ مقررہ وقت کے اندر ۱۲ جوابات موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے گیارہ ہندوستان کے تھے۔ اور ایک پاکستان سے۔ جو صحیح جواب سب سے پہلے موصول ہؤا۔ وہ میاں الہ دین صاحب درویش قادیان کا تھا۔

کل دس جوابات صحیح تھے۔ اور انہوں نے روحانی اعتبار سے اہم واقع احمدیت کی فتح اور غلبہ بتایا ہے۔ حسب اعلان آئندہ کے لئے یہ سوال پیش کیا جاتا ہے کہ

"احمدیت کا یہ غلبہ کس طریق اور رنگ پر ہوگا؟"

امید ہے کہ احباب اس کا جواب جلسہ سالانہ تک بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ آخری زمانہ کے مسلمان یہود کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان میں اور یہود میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔ اور جس طرح جوتے کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں سے کوئی فرق نہیں رکھتا۔ اسی طرح یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہو جائیں گے۔ اور ان میں بھی کوئی فرق نہیں رہے گا۔ ان کی مشابہت اور مماثلت انتہا کو پہنچ جائے گی حتیٰ کہ اگر یہود میں سے کوئی شخص گوہ کے بل میں داخل ہؤا ہوگا تو مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو گوہ کے بل میں داخل ہوں گے۔ اور اگر یہود میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہوگا تو مسلمانوں میں سے بھی ضرور ایسا کریں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ آپ نے آخری زمانہ کے مسلمانوں کو یہود کے ہمرنگ قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے ان سے مشابہ ہو جائیں گے۔ گویا مسلمان کامل طور پر یہود کے رنگ میں رنگین ہو کر کلیتہً یہود بن جائیں گے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری زمانہ کے علماء کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ

عُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ کہ ان کے علماء تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے اور مسلمانوں کا اسلام محض رسم اور نام کا رہ جائے گا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ جس طرح یہود و نصاریٰ متفرق فرقوں میں منقسم ہو گئے تھے وہ بھی متفرق ہو جائیں گے اور ان تمام فرقوں میں سے سوائے ایک باقی سب فرقے جہنمی ہوں گے کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃ۔ پھر فرمایا۔ ان میں فتنے پیدا ہوں گے اور وہ فتنوں کا مرکز بن جائیں گے ان کی مساجد آباد لیکن ہدایت سے محروم ہوں گی۔ وہ قرآن کریم پڑھیں گے مگر اس کا اثر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ قرآن کریم دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ ایمان ثریا پر پہنچ جائے گا ان کی اس حالت کے متعلق قرآن کریم میں بھی ذکر آتا ہے۔ کہ قرآن قیامت کے دن ان کی اس حالت اور قرآن کریم سے روگردان ہونے کے متعلق شکوہ کرتے ہوئے کہیگا۔ ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجوراً۔ کہ میری قوم نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔

قرآن کریم کی یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جو اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور مسلمان خود دیکھتے ہیں۔ کہ ان میں یہ سب باتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ وہ اسلام سے بیگانہ ہو چکے اور متفرق فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر اور اپنے زمانہ کے امام کی تکفیر و تکذیب کر کے اس پر فتوے لگا کر اسے واجب القتل قرار دے کر انہوں نے اپنے آپ کو ان تمام باتوں کا پورا پورا مصداق ثابت کر دیا ہے۔

ایک دانا اور فہیم انسان کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات میں بہت سے سبق موجود ہیں۔ جو ایک ادنے تدبر سے اس کے سامنے آ سکتے ہیں۔ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے وقت یہود میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں جن کی وجہ سے ان پر خدا تعالےٰ کا غضب نازل ہوتا رہا ہے ان خرابیوں میں سے بعض کا ذکر ہم اس جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ خرابیاں اللہ تعالےٰ نے اسلئے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں۔ تا کہ ایک طرف یہود کو بتایا جائے کہ تم خدا تعالےٰ کے عدل اور انعامات کے مستحق نہیں رہے اور دوسری طرف وہ مسلمانوں کو بھی یہ بتانا چاہتا ہے کہ تم ہشیار رہو یہ باتیں تم میں نہ پیدا ہوں ورنہ تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا۔ جو یہود کے ساتھ ہؤا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس سے سبق حاصل کرنے اور ان باتوں کو یاد رکھنے کی بجائے وہ باتیں اپنے اندر پیدا کر کے اپنے آپ کو یہود کا مثیل بنا لیا ہے۔ اور ان کی جن باتوں کو خدا تعالےٰ نے عبرت کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ انہوں نے ان سے کوئی عبرت حاصل نہ کی بلکہ ان پر عمل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق جو پیشگوئی بیان فرمائی تھی۔ وہ ہو بہو پوری ہو چکی ہے۔ جس سے آپ کی سچائی روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ اگر مسلمان اس طرح نہ کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری نہ ہوتی اور اس طرح غیر مسلموں کے لئے اعتراض کا نشانہ بنی رہتی۔ اب تو کوئی غیر مسلم اس بارہ میں اعتراض نہیں کر سکتا مسلمانوں نے سب کے منہ بند کر دیئے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جس طرح پہلے یہود کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ان میں سے ایک مسیح کھڑا کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس امت کی اصلاح کے لئے بھی ایک مسیح کا ان میں سے آنا ضروری تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کی اصلاح کے لئے ایک مسیح آئے گا۔ گویا یہ امت مثیل یہود بن جائے گی۔ تو ان میں سے ایک مثیل مسیح آ جائے گا۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ اگر اس امت کی اصلاح کے لئے کوئی مسیح نہ آتا۔ تو اس جہت سے یہود سے مسلمانوں کی مشابہت ثابت نہ ہو سکتی۔ چنانچہ وہ مسیح آ گیا مگر انہوں نے بھی پہلے یہود کی طرح اسے ٹھکرا دیا۔ جس طرح یہود نے اپنے زمانہ کے مسیح کے ساتھ بدسلوکی کی تھی ضروری تھا۔ کہ اس زمانہ کے مسلمان بھی جو مثیل یہود ہیں اپنے مسیح کے ساتھ بھی بدسلوکی سے پیش آتے۔ جس طرح پہلے یہود نے اپنے وقت کے مسیح کو قتل کرنے اور صلیب پر مارنے کی کوشش کی اس آخری زمانہ کے مسلمانوں نے بھی اپنے مسیح پر قتل کے فتوے لگا کر اسے قتل کروانے کی کوشش کی۔

بہر حال اس آخری زمانہ کے مسلمانوں نے کلیتہً وہی باتیں اختیار کر لی ہیں جو مسیح بن مریم کے وقت یہود میں پائی جاتی تھیں۔ یہود کے متعلق بائیبل میں آتا ہے کہ ......

(۱) انہوں نے کہا تھا کہ ایلیاہ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ چلا گیا ہے اور وہی دوبارہ نازل ہوگا۔

(۲) اسی طرح اللہ تعالےٰ نے یہود کے متعلق قرآن کریم میں یہ بتایا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں تحریف کر لیا کرتے ہیں۔ اور اپنی حسب منشاء اس میں ردّ و بدل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے ان کو ان کے اس جرم کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے **يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ** کہ وہ کتاب کے کلمات تبدیل کر کے اس کا مفہوم بگاڑ دیتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالےٰ انکے متعلق فرماتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ یوسف علیہ السلام کے اس عقیدہ کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے:-

حَتّٰۤی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا (ع ۴)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام باتیں آج کے مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکی ہیں۔

(۱) انہوں نے ایلیاؑ کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کہا کہ وہ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ چڑھ گئے اور اب تک وہاں زندہ موجود ہیں اور وہی دوبارہ اس جسم خاکی کے ساتھ آئیں گے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے اس عقیدہ کے ذریعہ سے اپنی مماثلت یہود کے ساتھ ثابت کر دی ہے۔ اگر مسلمان کسی کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر نہ مانتے تو اس پہلو سے ان کی مماثلت میں کمی رہ جاتی۔

(۲) یہود کی طرح مسلمانوں نے بھی قرآن کریم کے معانی میں ردّ و بدل کر کے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اپنی طرف سے من گھڑت تفاسیر کے ذریعہ سے قرآن کریم کو دنیا کی نظروں میں گرانے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالےٰ نے لیا ہؤا ہے۔ اس لئے مسلمان اس رنگ میں تو قرآن کریم کی عبارت میں تصرف نہیں کر سکتے۔ جس رنگ میں یہود تصرف کر لیا کرتے تھے۔ مگر مسلمان اپنی حسب منشاء قرآن کریم کے معانی کو بدل ڈالتے ہیں۔ اور خلاف قرآن کریم معنی کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح یہود کے قدم بقدم چلتے ہیں۔

(۳) انہوں نے یہ بھی عقیدہ گھڑ لیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ حالانکہ دوسری طرف اس کے بالکل متضاد یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام جو نبی تھے دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تشریف لائیں گے۔

(۴) قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود کے اندر ایک نقص یہ بھی تھا کہ وہ تورات کے بعض حصوں پر تو ایمان رکھتے تھے۔ مگر دوسرے بعض حصوں کا انکار کر دیتے تھے۔ اور ان پر عمل نہ کرتے تھے۔ بلکہ صریح طور پر ان کے خلاف عمل پیرا ہوتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ انہیں ملزم قرار دیتے اور ان پر اتمام حجت کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرہ) کہ کیا تم تورات کی بعض باتوں کو مانتے اور ان پر عمل کرتے ہو اور دوسری بعض کا انکار کرتے ہو مطلب یہ ہے کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ یہی حال آج کل کے نام کے مسلمانوں کا ہے کہ وہ قرآن کریم کی بعض باتوں کو مانتے اور بعض کو رد کر دیتے ہیں اور ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتے۔ چنانچہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے یہود کی طرح ان کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی رسول و نبی نہیں آئے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے۔ جس کے وہ یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے سب نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ اور آپ ان سب کے بعد تشریف لائے ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور نہ آئے گا۔ مگر وہ

یہ نہیں سوچتے کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے۔ اور قرآن کریم کی دوسری آیات کو جھٹلاتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد آیات ایسی موجود ہیں۔ جن میں صاف یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اور یہ کہ آپ کے بعد بھی نبی آئے گا۔ ان تینوں امور کی موجودگی کے باوجود وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حالانکہ دوسری طرف وہ ایک اسرائیلی مسیح کے آنے کے بھی قائل ہیں۔ اسبات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ اگر خاتم النبیین کا یہ مفہوم ہے کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا اور دروازہ بند ہوچکا ہے تو پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام آپ کے بعد کس طرح تشریف لائیں گے۔ کیا وہ اس دروازہ کو توڑ کر آجائیں گے۔ اگر مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف لائینگے تو وہ آپ سے پہلے اور پچھلے دونوں ہو جائیں گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وسطی قرار پائیں گے۔ کیا اس صورت میں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو توڑنے کا باعث نہ بنینگے اور کیا وہ آخری نہ ٹھہریں گے کیونکہ آخری وہی ہوتا ہے جو سب سے آخر میں آوے۔ اور کیا یہ عقیدہ رکھتے ہوئے مسلمان ختم نبوت کے منکر قرار نہیں پاتے اور بقول خود دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتے۔ اگر نہیں تو کیوں اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر سابق مسیح کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا تو اس امت سے آپ کی اتباع کے ذریعہ نبوت حاصل کرنے والا نبی کس طرح آپ کی ختم نبوت کو توڑنے والا ٹھیرے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ مسیح اپنی دوبارہ آمد کے وقت نبی ہو کر نہیں آئینگے۔ تو ان کا فرض اور اس کی سند قرآن وحدیث سے پیش کرنی چاہیئے اور یہ بھی بتانا چاہیئے کہ جب مسیح کی قابلیت کی وجہ سے انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجنے کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ تو کیا انہیں کوئی مزید انعام ملنا چاہیئے یا نہیں۔

اگر انہیں کوئی مزید انعام نہیں مل سکتا تو اس کا کیا سبب اور اگر بالفرض یہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر ماننا پڑے گا کہ کم از کم وہ اپنے سابقہ عہدہ پر بحال رکھے جائیں گے۔ ورنہ اگر ان کی نبوت چھین لی جائے گی تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ در اصل اس کے اہل ہی نہ ہوں گے کہ انہیں اس عہدہ پر رہنے دیا جائے۔ ان کی نبوت چھن جانے کا سبب اور اس کی سند قرآن حدیث سے پیش نہیں کر سکتے۔ نبوت قائم رہنے اور چھن جانے دونوں صورتوں میں مسلمانوں کے لئے دقت ہے۔ اور اس اسرائیلی مسیح کے آنے سے خود ان کی ہتک ہوتی ہے اور اسی طرح خدا تعالےٰ پر بھی یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ اسبات پر قادر نہیں کہ وہ اس امت میں سے کسی کو مسیح بنا کر اس امت کی اصلاح کے لئے کھڑا کر دے۔ اس وجہ سے مجبوراً وہ پرانا مسیح بھیجے گا۔

اس مضمون کی تین چار چٹھیاں جناب شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور جناب مولانا مولوی عبد الوہاب صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج مظفر گڑھ اور جناب مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور وغیرہم کی خدمت میں $\frac{۳}{۵۲}$ ۱ کو ارسال کی گئی تھیں مگر ان حضرات میں سے کسی طرف سے کوئی جواب ابھی تک نہیں آیا کہ مزید اس کے متعلق کچھ عرض کیا جا سکے۔

بہر حال اصل غور طلب امر یہ ہے کہ اگر قرآن کریم میں آئندہ نبی کی آمد اور اس کے امکان اور نبوت کے اجراء کا ذکر بالصراحت موجود ہے۔ تو پھر خاتم النبیین کے یہ معنی جو انہوں نے سمجھ رکھے ہیں کسی طرح بھی صحیح قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اور نہ ان کی رو سے کسی کو اسلام کے دائرہ سے خارج قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان خود قابل اعتراض ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ ایسے عقیدہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک منصور ہوتی ہے۔ کہ گویا نعوذ باللہ آپ کے بعد نبوت جیسا عظیم الشان انعام اس امت سے چھین لیا گیا اس صورت میں خدا تعالےٰ کا اس کے متعلق یہ ارشاد کہ یہ اُمت تمام امتوں سے افضل ہے کسی طرح بھی صحیح قرار نہیں پا سکتا۔ بلکہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کے لئے علماء کے علاوہ انبیاء آتے رہے۔ اسی طرح اس امت کے فتنوں کو دور کرنے اور قرآن کریم کے ترک کرنے اور ایمان کے ثریا پر چلے جانے اور علماء کے بدترین مخلوق ہو جانے کے وقت کسی نبی کی بعثت تجدید دین کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ کہ آئندہ نبی نہیں آسکتا۔ اسلام کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ ورنہ قرآن کریم کی نظر میں قابل وقعت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس عقیدہ کو طشت از بام کرنے کے لئے قرآن کریم میں گزشتہ لوگوں کے اس قسم کے عقیدہ کا ذکر اور اس کی لغویت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شک مما جاءکم به حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا کذالک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب الذین یجادلون فی اٰیٰت اللہ بغیر سلطٰن اتٰھم کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار (مومن ع ۴)

ترجمہ:- یقیناً اس سے قبل تمہارے پاس یوسف کھلے کھلے دلائل معجزات اور نشانات لے کر آئے تھے مگر تم ان کی باتوں کے متعلق جو وہ تمہارے پاس لائے تھے شک میں مبتلا رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے یہ کہدیا کہ اللہ تعالےٰ ہرگز ان کے بعد کوئی اور رسول کھڑا نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور آئندہ بھی کرے گا۔ جو حد سے بڑھنے والے اور شک میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے احکام اور دلائل معجزات اور نشانات کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان کی یہ بات اللہ تعالےٰ کے نزدیک سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں کے نزدیک بھی جو ایمان لائے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ایسے شخص کے دل پر جو متکبر اور جبار و سرکش ہوتا ہے مہر لگا دیا کرتا ہے اور آئندہ بھی لگا دے گا۔

(۱) اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی یہ عقیدہ لوگوں میں رائج ہو گیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔ اور یہ عقیدہ ان لوگوں کی گمراہی کا موجب ہوا تھا۔

(۲) اسجگہ یُضِلُّ فعل مضارع ہے۔ جس میں حال۔ استقبال اور استمرار اور تجدد کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ گمراہ کریگا اللہ تعالےٰ کی یہ عادت اور سنت ہے کہ وہ گمراہ کیا کرتا ہے۔ پس ان معنوں کی رو سے اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو گمراہ کرتا ہے اور وہ آئندہ بھی ایسے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ اور یہ بھی کہ اسکی سنت اور عادت ہے کہ وہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو گمراہ کر دیا کرتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آئندہ بھی اس عقیدہ کے رکھنے والے لوگ پیدا ہوں گے اور اللہ تعالےٰ اپنی سنت اور عادت کے موافق ان کو گمراہ کرے گا۔

۳- اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق اپنی طرف سے کئی فتوے صادر فرماتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آئندہ کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔ وہ مسرف اور حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اسلئے ایسے عقیدہ سے بچنا چاہیئے۔

۴- پھر فرماتا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے مرتاب یعنی شکی لوگ ہیں۔ ایسے شکی لوگوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ باتیں تمہیں بھی شکوک میں مبتلا کر دیں گی۔

۵- فرماتا ہے کہ ان کے پاس کوئی حقیقی دینی دلیل اس عقیدہ کے ثبوت میں موجود نہیں جس میں خدا تعالےٰ نے یہ فرمایا ہو کہ آئندہ کبھی بھی کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔ یہ بغیر کسی ایسی دلیل کے جھگڑتے ہیں اس لئے ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔

۶- فرماتا ہے کہ یہ عقیدہ سچے مومنوں کو اور اللہ تعالےٰ کو سخت ناراض کرنے کا موجب ہے کیونکہ ایسے عقیدہ کے نتیجہ میں لوگ نبی کا انکار کر کے ہدایت سے محروم اور خدا سے دور ہو جاتے ہیں۔

۷- فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے اور انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ چونکہ یطبع فعل مضارع ہے۔ اس لئے حال۔ استقبال اور استمرار اور تجدد کے معنی ہوں گے۔ جس سے علماء کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ المضارع یُفید الاستمرار والتجدد۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالےٰ کی عادت و سنت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر کر دیا کرتا ہے۔ اور آئندہ کو ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو یہ عقیدہ رکھینگے اللہ تعالےٰ ان کے دلوں پر بھی مہر لگا دے گا۔ اور اس طرح اسی کے عقیدہ کے نتیجہ میں انہیں ہدایت سے محروم کر دے گا اور انہیں سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

۸- فرماتا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھ کر ہدایت سے محروم ہونے والے لوگ متکبر ہی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے بھی جھکانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

۹- فرماتا ہے کہ نبوت کے مسدود ہونے کا عقیدہ رکھنے والے لوگ جبار اور سرکش ہوتے ہیں۔

گویا ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے نو باتیں (باقی صفحہ ... پر ملاحظہ ہو)

قابلِ رحم انتظار!

(۱) "جنم اشٹمی آگئی اور تم نہ آئے" (کرشن نمبر ۲۸ اگست ۱۹۲۶ء) (۲) "آیئے امام الزمان کہاں ہیں آپ" (زمیندار ۹ مارچ ۱۹۲۵ء) (۳) "مسیحا کے آنے کا وقت گذر چکا" (جوزف بارکلے)

(از مکرم سید ارشد علی صاحب لکھنؤ)

مذاہبِ عالم کی تاریخ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب دنیا میں گناہ و پاپ حد سے گذر جائیں اور لوگ اپنے پیدا کرنے والے رب کو بھول جائیں تو ان برے ایام میں دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ اپنا کوئی مامور مبعوث فرمایا کرتا ہے۔ اس عام مذہبی قانون کے علاوہ ہماری مذہبی کتابوں میں یہ خاص پیشگوئی بھی پائی جاتی ہے کہ آخری زمانہ میں جب دنیا کا بگاڑ دنیا کے لئے ایک عذاب بن جائے گا۔ تو ان بھیانک اور پر مصیبت ایام میں دنیا کی نجات کے لئے خدا تعالےٰ ایک نبی یا اوتار بھیجے گا۔ وہ مسلمانوں کا "مہدی"۔ عیسائیوں کا "مسیح موعود" اور ہندوؤں کا "کلنکی اوتار" ہوگا۔ وہ کس زمانہ میں آئے گا؟ اس کے متعلق بھی یہ عجیب اتفاق ہے کہ آج سے نہیں بلکہ کم و بیش اسی سال سے تمام مذاہب کے مسلمہ لیڈر ایک زبان ہو کر یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ موعودہ اقوام عالم کی آمد کی نشانیاں اور علامات آج سے کئی سال پیشتر ہی بڑی صفائی سے پوری ہو چکی ہیں۔ اور ہر لحاظ سے اُس خدا کے خاص مصلح کو آج سے برسوں برس پہلے ہی آجانا چاہیئے تھا۔ مسلمان۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی تمام مذاہب کے مستند علما، بڑی مایوسی اور بے بسی کے عالم میں بلک بلک کے یہ التجائیں کر رہے ہیں۔ کہ آیئے ہمارے موعود پیغمبر خدا کے لئے اپنے خدائی وعدہ کے مطابق جلد آیئے ورنہ ہماری تمام آرزوؤں پر پانی بھر جائے گا۔ اور ہماری ساری امیدیں خاک میں مل جائیں گی۔ مذاہب عالم پر انتظار کی طوالت بلکہ مایوسی سے ایک سکتہ سا طاری ہے یقین اور ایمان کی بنیادوں میں ایک تزلزل برپا ہے۔ بد دلی اور بے صبری کی بھیانک راتیں مجبور انسانوں کو پچھاڑے کھائے جا رہی ہیں ایمان اور دھرم کی بنیادیں مایوسی کا گھن لگ جانے کیوجہ سے بری طرح ڈگمگا رہی ہیں۔ مذہبی پیشواؤں نے ندامت سے ہائے کہ کر آنکھیں بند کر لیں۔ انسانی عقل کا کوئی جتن کوئی اپاؤ کام نہیں کرتا۔ ہمارے راہنماؤں کی تسلی اور دلاسے کیسے۔ اب تو بلا امتیازِ غیریت ہم ایک دوسرے سے بے ساختہ یہ کہہ رہے ہیں کہ "بھائی آخر وہ کب آئیں گے"۔ اضطراب اور بے چینی کی کوئی حد نہ رہی۔ اُف انتظار اور ایسا قابلِ رحم انتظار جو بھرپور یقین اور ایمان کے ساتھ آنکھوں کی بجائے دلوں کی تہ میں گھر چکا ہو۔ الٰہی تو بہ یقین و ایمان کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں آخر صبر اور اس دشمنِ ایمان صبر کی بھی کوئی انتہا ہے۔ کیسا یقین اور کہاں کا ایمان۔ اب تو نعوذ باللہ خدا کے وجود پر بھی ایمان کی بجائے شہادت اور بدظنی تک کی نوبت پہنچ چکی ہے اب نہ علما کے دلاسے کام کرتے ہیں۔ اور نہ پنڈتوں کی تسلی۔ پادری تو الگ رہے عیسائی دنیا کے کرتا دھرتا تک ماتھے پکڑے بیٹھے ہیں ساری دنیا میں ایک آہ و پکار بلند ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے یہ ندامت میں ڈوبی ہوئی صدائیں آرہی ہیں۔ کہ "آؤ مہدی آؤ۔ ہماری نجات کے لئے آؤ"۔ "مسیحا آؤ"۔ "کرشن آؤ"۔ "کلنکی اوتار آؤ"۔ "ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہماری مصیبت انتہا کو پہنچ گئی۔ ہمارے ایمان کی بنیادوں میں گھن لگ گیا"۔ ہمارا یقین و ایمان مردہ ہو گیا۔ بہت وقت گذر گیا۔ تمام نشانیاں قطعی طور پر پوری ہو گئیں۔ اور پوری علامات ظاہر ہو گئیں۔ اب ہم کہاں تک اپنے ضمیر کو دھوکہ دیں۔ آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے آنکھوں میں حلقے پڑ گئے۔ "آیئے ہمارے رب"۔ "آیئے ہمارے آسمانی باپ آیئے"۔ "ہم دہریوں کو کیا کیا جواب دیں۔ اور ناستکوں کو کیسے منہ دکھائیں"۔ "اور تیرے نہ ماننے والوں سے ہم کیسے کہیں کہ تو موجود ہے۔ یہ سچ ہے کہ تو نے موسیٰ سے کلام کیا۔ یہ بھی حق ہے کہ تمام نبیوں کے مصداق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی تو لاریب ظاہر ہوا"۔ "یہ بھی ٹھیک ہے کہ کرشن رامچندر اور بدھا پر بھی تیرا پرکاش ہوا۔ اور تو نے ان سب کے ذریعہ کسی نہ کسی رنگ میں یہ وعدے بھی ضرور کئے۔ کہ "میں دنیا کی اصلاح کے لئے نبی۔ رسول۔ اوتار اور ہادی بھیجتا رہوں گا۔ اس لئے ہم تجھ ہی سے کہتے ہیں۔ کہ "ایفائے وعدہ تری قدوسیت کے لئے لازمی چیز ہے۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی اور یہودی وغیرہ مذہبی جماعتوں کی قلبی کیفیت کا یہ مختصر سا نقشہ ناظرین کے سامنے ہے۔ تمام مذاہب کے نمائندے کس کرب و بے چینی کے ساتھ موعود اقوام عالم کی اضطرابی کا کیا عالم ہے اُسے ناظرین ذرا انہیں کی زبان سے سنیں۔ دیکھئے ان قابلِ رحم لوگوں کی کیا حالت ہے

مسلمانوں کی گریہ و بکا

محمد بن حنیفہ سے روایت ہے کہ

یَقُوْمُ الْمَهْدِیُّ سَنَةَ مِائَتَیْنِ

(کہ مہدی سن دو سو میں ظاہر ہوگا)

ظہور مہدی شروع تیرہویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ صدی پوری گذر گئی۔ مہدی نہ آئے۔ اب چودہویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ ہر طرف سے فتنہ و فساد کی آوازوں نے کانوں کو بھر دیا ہے۔ دیکھیئے اونٹ کس کل بیٹھے اور ہماری ناقہ مستی کونسا رنگ لائے۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

ہاں صحیحین میں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالےٰ ہیں۔ ذکر نزول عیسےٰ علیہ السلام کا بیان اور خروج دجال کا بھی آیا ہے۔ سو اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں۔ اگر یہی بات ٹھہری کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہوں گے تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں فقط اتنی بات ہے کہ احادیث ظہور مہدی علیہ السلام کے بلا کسی وجہ ترجیح کے الغت و ساقط ہوتے ہیں۔ یہی سہی کہیں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی جلد رونق بخش ہوں اگر مہدی نہیں آتے تو تو نہ آویں۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۳ و صفحہ ۲۲۴)

آنے والے آزمانے کی اطاعت کے لئے"
"مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کے لئے"

(اخبار زمیندار ۲ مارچ ۱۹۲۵ء)

خواجہ حسن نظامی صاحب ممالکِ اسلامیہ کی سیاحت کے بعد لکھتے ہیں۔

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علمائے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بیتابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے تو یہاں تک کہدیا کہ اسی سنہ ۱۳۳۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔

(اہلحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

خواجہ صاحب پھر اپنی کتاب شیخ سنوسی میں فرماتے ہیں۔

"کیا عجب ہے کہ یہی وقت ہو اور ۱۳۳۰ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے۔" "اگر ابھی وقت نہیں آیا تو ۱۳۴۰ھ تک تو ظہور بالکل یقینی ہے۔"

تمنا صاحب عمادپوری

ہو چکا امتحانِ صبر و رضا
اب نہیں وقت آزمانے کا
بھیج اب امام مہدی کو
یا طریقہ بتا بلانے کا
آیئے امام الزماں کہاں ہیں آپ
کچھ بتا دیجیئے ٹھکانے کا
جلد آجایئے جو آنا ہے
اب کب آئے گا وقت آنے کا
دیکھیئے! اک جہان ہے مشتاق
آپ کو آنکھوں پہ بٹھانے کا

سیماب

"آنے والے! عجب انداز عجب شان سے آ
نئے اعجاز دکھانے نئے سامان سے آ
تیرا اجلال جو تکلیف نہ فرمائے گا
پیکرِ مہدیٔ موعود کیونکر آئے گا

(بحوالہ الفضل مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء)

شیعوں کا واویلا

نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب "اقتراب الساعۃ" میں فرماتے ہیں:-

"چوتھا قول امامیہ رافضہ کا ہے کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہیں اولاد حسین سے امصار میں سامرہ البسار سے غائب ہو گئے

بیٹھے تھے۔ سرداب سامرہ میں گھس گئے۔ اس کو پانچسو برس سے زیادہ مدت گذری پھر کسی آنکھ نے ان کو نہ دیکھا نہ کوئی خبر سنی۔ یہ رافضی ہرن کی راہ دیکھتے ہیں۔ کوتل گھوڑے لئے کر سرداب کے سر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اُخرج یا مولانا اُخرج یا مولانا چلاتے ہیں۔ پھر خائب و خاسر نامراد پھر آتے ہیں۔ اُن کی یہی عادت ہے۔ یہ اعتقاد اُن کا ہر عقلمند کا ہنسی ٹھٹھا ہو گیا ہے۔ (اقتراب الساعۃ ص۱۱۳)

غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ علامہ سید علی الحائری صاحب کے ص۱۹۱ پر ایک لمبی دعا لکھی ہے۔ جو خروج امام علیہ السلام کے لئے شیعہ ہمیشہ مانگتے ہیں۔ اس کے فقرات یہ ہیں:

"وَعَجِّلْ خُرُوْجَہٗ وَاَیِّدْہُ مِنْ اَعْدَائِکَ وَاَعْدَاءِ رُسُلِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"

ترجمہ: "اور جلدی کر اس کا نکلنا اور اُسے تائید دے اپنے اور اپنے رسولوں کے دشمنوں پر اے ارحم الراحمین"۔ (الصراط السوی حصہ اول ص۲۶۷)

"اے امام ہدایت آپ ہم سے کب تک غائب رہیں گے۔ اب ہم پر رجوع و ظہور سے احسان فرمایئے اور ممنون فرمایئے۔"

"لاکھوں روئے زمین کے اولیا و خدا سے مہدی کا آنا چاہتے ہیں۔ یا الٰہی میرے مہدی کو غیب سے ظاہر کر تاکہ دنیا میں عدل و انصاف ظاہر ہو۔"

"اے میرے سردار تیری غیبت نے میری نیند کھو دی ہے اور دل کا یقین چھین لیا ہے۔" (الصراط السوی ص۳۳۵)

"اے امام صداقت شعار آکہ انتظار کا غم حد سے بڑھ گیا ہے۔ اپنے مبارک چہرہ سے پردہ ہٹا اور سورج جیسا چہرہ ظاہر فرما۔ پوشیدہ جگہ سے باہر آ۔ اور محبت و وفا کے آثار ظاہر فرما۔"

ہندوؤں کی چیخ و پکار | مشہور ہندو اخبار "تیج" دہلی لکھتا ہے:

"اب بھگوان کرشن کے جنم کی مہا بھارت کے زمانہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ دنیا سے شرم اُٹھتی جاتی ہے۔ گذشتہ ایک ہزار برس[1] سے جو ہندوستان پر آفتیں نازل ہوئی ہیں۔ اُن کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا ہے۔ اگر بھگوان گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے۔ آواتار کا اب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے۔ اس لئے بھگوان کرشن آؤ! جنم لو۔ دنیا سے ناپاکی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کے استحقاق دو۔ غضبناکوں سے دنیا کو پاک کرو۔ اور یہ وعدہ پورا کرو۔

بجو بنیاد دین سست گردد بے
نمایم خود را بشکل کسے

(اخبار تیج دہلی ۱۸ اگست ۱۹۲۱ء)

"ہے یوگی راج کیا اپنے اس اقرار کو پورا نہ کروگے"؟ آریہ جاتی کے شرومنی ستراج بیجا تی رام کی نام لیوا ہے آپ کے نام کی مالا جپتی ہے...... اس لئے آؤ! درشن دو من موہن آؤ!" (پرتاپ کرشن نمبر ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء)

"بھگوان اپنے اناتھ یتیم بچوں کی پکار سن کر آیئے"۔ "جنم اشٹمی آگئی اور تم نہ آئے"۔ (سدرشن چکر نمبر ۲۹ اگست ۱۹۲۹ء ص۲۵)

"آہ گوپال ہمارے لئے نہ سہی پر اُن بے زبانوں کی آہ بھی آپ نہیں سنتے۔ شاید بھارت سے اب آپ کو پریم نہیں۔ اگر یہی بے اعتنائی تھی تو پھر کہا کیوں تھا۔"

"یدا یدا ہی دھرمیہ کہ جب جب دھرم کا ناش ہوگا میں آؤں گا۔" "یہ وعدہ خلافی تیری شان کے خلاف ہے۔ ہزاروں برس سے ہم راہ دیکھ رہے ہیں ہر سال تیرا جنم دن مناتے ہیں۔ اور ایسی امیدیں ہر سال لاکھوں بار دعائیں کرتے ہیں پھر کیا ہم مایوس ہی رہیں گے؟" (سدرشن کرشن نمبر راولپنڈی ۱۱ اگست ۱۹۲۵ء ملک)

"آج کل کا زمانہ پیچ حیوانی زندگی کا نمونہ ہے اور جگ کی ایسی خوفناک حالت ہے جیسی کہ لئے ایک اوتار کے آنے کی آرزو کر رہا ہے۔" (اخبار انڈین کلکتہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

ڈھونڈتے ہیں ہند کے دن رات تجھکو مرد و زن
پرترستے ہیں ترے دیدار کو اہل وطن
پھر سے عرفان پلا دے ساقی بزم کہن
خون دل سے سینچ دیں تا بادہ کشی اجڑا چمن
برق دل میں ہندؤں کے پھر لگا ایسی شمن

(پرتاپ کرشن نمبر ۱۱ اگست ۱۹۲۵ء ص۳۲)

عیسائی دنیا کی بے قراری | انجیل اور تورات کی پیشگوئیوں کے مطابق عیسائی علماء لاہوت اور منجمین نے ۱۸۶۸ء میں مسیح کی آمد کا اعلان کیا تھا۔ اور تمام عیسائی دنیا نے بے قراری سے انتظار کرنا شروع کیا۔ مگر جب یہ وقت گذر گیا اور مسیح نہ آئے تو ان پر ایک ندامتی مایوسی طاری ہو گئی۔ پھر ایک کتاب میلنل ڈان یعنی ابتدائے ہزار سالہ سلطنت مسیح شائع ہوئی اور پرانے حساب کی اصلاح کر کے آخری تاریخ ۱۸۷۳ء بتائی لیکن یہ وقت بھی گذر گیا۔ تو بڑی مایوسی اور انتہائی پشیمانی کے عالم میں سٹرجونز بار کلے نے کہا ہے کہ:

"اب مسیحا کے آنے کا وقت گذر چکا ہے۔"

(تالمود ص۳۵)

"It is further said that the time for the coming of the Messiah is expired."

تمام مذاہب عالم کی مذکورہ بالا بیقراری اور بیچینی کی دردناک تحریری تصویریں ناظرین کے سامنے ہیں۔ ہمارے مذہبی بھائی ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کریں کہ دنیا کی تاریخ میں حضرت مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا نبی کے آسمان سے اترنے کی کتابی پیشگوئی سے ایک بہت بڑی قوم یہود کو جو ٹھوکر لگی ہے کیا ہمارے لئے یہ کوئی سبق آموز بات نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت مسیح علیہ السلام آبھی گئے۔ اور دنیا کی دو بڑی قوموں نے انہیں قبول بھی کر لیا۔ لیکن یہود ابھی تک اسی انتظار میں ہیں کہ پہلے ایلیا اترے پھر مسیح آئیں گے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی موعود اقوام عالم تمام مذاہب کی پیشگوئیوں اور نشانات کے ساتھ قادیان کی مبارک بستی میں نازل ہوا۔ قادیان کے موعود نبی کی زمین و آسمان نے گواہی دی۔ وہ آسمان اور زمین کے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ آیا۔ لاکھوں زندہ نشانات اس کی صداقت پر شاہد ہیں۔ وہ ایک گمنام بستی میں خدا تعالیٰ کے اس الہام کو لے کر آیا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ لاکھوں مبارک انسانوں نے اُسے قبول کیا۔ وہ اکیلا تھا۔ لیکن خدا نے حسب وعدہ اُسے اتنی قبولیت عطا فرمائی کہ ساری دنیا میں وہ مشہور ہو گیا۔ اور اب روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں اس کے ماننے والے نہ پائے جاتے ہوں۔ بھائیو! خدا کے لئے سچ بتاؤ کہ تم جس شخص کی آمد کا انتظار کر رہے ہو۔ بالفرض محال اگر وہ آجائے تو اس کی شناخت کرنے کے کونسے معیار آپکے پاس ہیں۔ اور کیا وہ تمام نشانات اور علامات قادیان کے رشی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام میں ایک چمکتے ہوئے سورج کی طرح نہیں پائے جاتے عزیز دا اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور خدا کے اس فرستادہ کی آواز پر لبیک کہو۔ جو قادیان کا پوتر

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمات بقیہ ص۴

ہو کر بیٹھے اس پر قبضہ کر لے۔ سبحان اللہ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

اس قصہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جیسا کہ ہر بڑے آدمی کے بعض لوگ دشمن ہوتے ہیں آپ کے بھی دشمن موجود تھے یا منی دشمنوں میں سے وہ دشمن دیوار پھاند کر آپ کو قتل کرنیکے اندر داخل ہو گئے مگر آپ کو بیدار اور ہوشیار پا کر جب ایک نامعقول تعذر گھڑ لیا حضرت نے انہیں تو نیصحت کر کے رخصت کیا اور آپ سجدہ میں گر کر خدا کا شکریہ ادا کرنے لگے جس نے دشمنوں سے آپ کو محفوظ رکھا ع بس اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اور تو اور ان لوگوں نے تو بانی آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں چھوڑا تفسیر بیضاوی وغیرہ میں زیر آیت اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ (الاحزاب) لکھا ہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید کے ساتھ کر چکے تو بعد میں آپ نے ایکدفعہ زینب کو دیکھا پس آپکے دل میں (نعوذ باللہ) زینب کا عشق ہو گیا اور بے اختیار آپ کی زبان سے نکلا سبحان اللّٰہِ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ کہ اللہ پاک ہے جو دلوں کو پھیر دیتا ہے زینب نے آپکی یہ تسبیح سن لی اور زید سے ذکر کر دیا۔ پس زید کے دل میں زینب کیطرف سے صحبت کے متعلق کراہت پیدا ہو گئی اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آکر کہا کہ میں اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے پوچھا کیا تم کو اسمیں کوئی عیب نظر آتا ہے۔ زید نے کہا بخدا نہیں اسمیں مجھے کوئی گناہ نظر نہیں آتا یہ تو محض حضرت زینب کے شرف اور عظمت کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔" گویا نعوذ باللہ من ذالک آپ چاہتے تو یہ تھے کہ زید طلاق دیدے اور میں نکاح کر لوں مگر دنیداری کے طور پر یہ کہتے تھے کہ نہیں نہیں تم طلاق مت دو۔

اب دیکھو یہ قصہ کس قدر من گھڑت نظر آتا ہے حضرت زینب تو آپکی پھوپھی زاد بہن تھیں جنہیں آپ نے کئی دفعہ دیکھا ہوا تھا اور اگر آپکی خواہش ہوتی تو آپ اُن سے اپنا نکاح کر سکتے تھے پس حقیقت یہی ہے کہ جب زید نے زینب کو کسی وجہ سے طلاق دیدی تو حضور نے ارشاد الٰہی کی تعمیل میں رسم متبنّیٰ کو عملاً باطل قرار دینے کیلئے حضرت زینب سے شادی کی اور اسمیں انکی اور اُنکے خاندان کی دلداری بھی تھی۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ سے قبل مسلمانوں کے مذہبی خیالات پر ایک دھانہ لی سی چھا ہوئی تھی اور ایسے نامعقول عقائد لوگوں میں ۳۳ شائع ہو چکے تھے جنہیں اب اسلام کیطرف منسوب کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے — حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسلام کی حقیقی تصویر لوگوں کو دکھلائی جسکے نتیجہ میں تمام سمجھدار لوگوں کے دل و دماغ مولویوں کے رسمی خیالات سے بغاوت کرنے لگ گئے ہیں اور انشاء اللہ وہ زمانہ بہت قریب آرہا ہے جبکہ مولویوں کے پیدا کردہ تعصب سے لوگوں کو آزادی حاصل ہوگی اور وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کریں گے اور ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائیگی کہ اسلام کو دنیا میں سربلند کرنیکا واحد ذریعہ یہی ہے کہ آپ کی وحی شدہ تعلیم کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ مبارک ہیں وہ جو اشاعت اسلام کی تڑپ رکھتے ہیں کہ وہی اس زمانہ میں خدا کا قرب حاصل کریں گے۔ (الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

مو کھولی ہیں عین وقت پر خدا کی طرف سے آیا ہے۔ دیکھو تم خدا کے غضب کا شکار بننے کی بجائے اس کی رحمت سے حصہ لو۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کا عفو۔۔۔ بھی ۔۔۔ خدا کی بھولی ہوئی قوم کی طرح دنیا کی آئندہ تاریخ میں ایک ایسی یادگار کے طور پر پیش کرے جو لوگوں کے لئے باعث عبرت ہو۔

---

[1] اب تو ہزار سال سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کے کسی رشتہ دار کو یا موصی متعلقہ کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر ہذا سے دریافت کر سکے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۳۰۱۲ ق - منکہ لطیفن زوجہ ضمیر احمد صاحب عمر ۲۳ سال ساکن امروہا ڈاکخانہ خاص ضلع مراد آباد یو-پی آج بتاریخ ۱۶/۱۱/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اس وقت جائداد صرف زیور مالیتی ۸۰ روپے اور مہر یکصد بیس (۱۲۰ روپے) ہے اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اپنی جائیداد و آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی - میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ لطیفاً زوجہ ضمیر احمد صاحب (نشان انگوٹھا)

گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۶/۱۱/۴۹ گواہ شد ضمیر احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ امروہہ

وصیت نمبر ۱۳۰۷۴ ق - منکہ دولت بی بی زوجہ منشی شیخ انعام اللہ صاحب عمر ۸۰ سال ساکن کنڈرپاڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع کٹک (اڑیسہ) آج بتاریخ ۲۷/۱۰/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری جائیداد اس وقت کچھ نہیں حق مہر مبلغ ستر روپے ہے تو میں نے خاوند سے نقد وصول پا کر اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی ہوں - اس کے علاوہ اگر میری کوئی جائیداد میری وفات پر ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میں کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ الامتہ دولت بی بی (نشان انگوٹھا) L. T. I. of Daulat Bibi

گواہ شد شیخ قطب الدین ۲۷/۱۰/۵۰ گواہ شد عبد الصمد خاں احمدی بھاگلپور

وصیت نمبر ۱۳۰۸۵ ق - منکہ سکینہ بیگم زوجہ سید مصطفیٰ حسین صاحب عمر ۲۷ سال ساکن محلہ ملے پلی بلدہ حیدر آباد دکن آج بتاریخ ۱۶/ مئی ۱۹۵۱ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری غیر منقولہ کوئی غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں البتہ جائیداد منقولہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے میں اس کل جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - (۱) چمپا موتیوں کا طلائی وزنی ۲ تولہ (۲) تکے طلائی وزنی ایک تولہ (۳) ایرنگس طلائی وزنی ایک تولہ (۴) انگوٹھی طلائی وزنی ۳ ماشہ (۵) ایک عدد گھڑی قیمتی ۲۰ روپے سکہ عثمانیہ - اس کل جائیداد قیمتی مبلغ ۵۵۰ روپے (پانصد پچاس روپے) سکہ عثمانیہ کی وصیت کرتی ہوں اس سے پیشتر میں اپنا حق مہر اپنے خاوند محترم سے وصول کر کے اپنے والد محترم کی تیمارداری پر صرف کر چکی ہوں - میری وفات پر بھی اگر مزید کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ الامتہ سکینہ بیگم

گواہ شد سعید احمد بہنوئی کلاں موصیہ گواہ شد سید مصطفیٰ حسین - گواہ شد بشارت احمد امیر جماعت

وصیت نمبر ۱۳۰۶۶ ق - منکہ خدیجہ خاتون زوجہ قاضی شاد بخت پنشنر عمر ۵۵ سال ساکن علی پور کھیڑا ضلع مین پوری یو-پی - آج بتاریخ ۲۱/۱۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اس وقت جائیداد ایک مکان قیمتی پانسو (۵۰۰) روپیہ ہے۔ اور خاوند کی بخشش میں سے ۵ روپے ماہوار ہے - بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں اپنی جائداد مذکورہ اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - میری وفات کے بعد بھی جو جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی

الامتہ خدیجہ خاتون (نشان انگوٹھا) گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۲/۱۲/۴۹

گواہ شد قاضی شاد بخت ساکن علی پور کھیڑہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۴۹ء۔

وصیت نمبر ۱۳۰۲۴ ق - منکہ فاطمہ بی بی زوجہ چوہدری کالے خاں صاحب عمر ۶۰ سال ساکن پدن پدا ڈاکخانہ Mahanga ضلع پوری اڑیسہ - آج مورخہ ۱۸ر اگست ۱۹۵۰ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری کل جائیداد غیر منقولہ ساڑھے دس (۱۰½) ایکڑ ہے جس کی قیمت موجودہ نرخ کے مطابق مبلغ ۹۱۸۷/۸/- ہے - اور سونے کی بالیاں وزنی ۲ تولے قیمتی ۲۰۰ روپے ہے - کل جائیداد قیمتی ۹۳۸۷/۸/- روپے بنتی ہے - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - جائداد غیر منقولہ کی سالانہ آمد ۴۲۰ روپے ہے - وصیت کے مطابق اس کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی ماہ بماہ کرتی رہوں گی - اپنی آمد و جائیداد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی - میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ دستخط فاطمہ بی بی۔

گواہ شد خلیل الدین احمد ار دو لیکچرار بھدرک کالج۔ گواہ شد ہارون رشید احمد محلہ ملاساہی ڈاکخانہ بھدرک اڑیسہ۔

وصیت نمبر ۱۳۰۶۷ ق - منکہ قاضی محمد ظہیر الدین ولد قاضی عبد العزیز صاحب مرحوم عمر ۶۵ سال ساکن علی پور کھیڑا خاص ضلع مین پوری یو-پی - آج بتاریخ ۲۳/۱۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے - ہاں ماہوار آمد ۳۴ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ العبد محمد ظہیر الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ علی پور کھیڑہ۔

گواہ شد مولوی غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۳/۱/۴۹ - گواہ شد محمد اسلم خیاسی نقیب زر کلرک خزانہ کلکٹری مین پوری ۲۳/۱۲/۴۹

وصیت نمبر ۱۳۰۵۳ ق - منکہ عبد الرحیم ولد عبد العزیز صاحب عمر ۲۸ سال ساکن اوکام ڈاکخانہ کلرگام ضلع اسلام آباد کشمیر - آج بتاریخ ۱۶/۴/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں البتہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ۲۹ روپے ماہوار مجھے ملتے ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا - میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ - العبد بقلم خود عبد الرحیم دیہاتی مبلغ حال درویش قادیان ۱۶/۴/۵۰ گواہ شد میر غلام رسول ہزاروی محرر تعلیم و تربیت (سابق درویش)

گواہ شد عطاء اللہ ناصر آباد کلاس قادیان -

وصیت نمبر ۱۳۰۵۵ ق - منکہ سید شہامت علی ولد سید شجاعت علی صاحب عمر ۲۲ سال ساکن اکبر پور ضلع فرخ آباد (یو-پی) آج بتاریخ ۱۸/۱۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہاں آمد ماہوار ۴۰/- روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد سید شہامت علی احمدی مدرس اکبر پور ۱۱/۱۲/۴۹ - گواہ شد محمد حسین ولد شیخ عبد الرحمٰن صاحب ۱۸/۱۲/۴۹ - گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۸/۱۲/۴۹

وصیت نمبر ۱۳۰۵۴ ق - منکہ عبد الرحیم ولد الٰہی بخش صاحب عمر ۲۳ سال ساکن بٹگو وال ضلع گورداسپور حال کرنڈی ریاست خیر پور سندھ - آج بتاریخ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۹ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) زمین زرعی ۸ گھماؤں موضع کھنبیاں میرا نواں ایکڑ حصہ ہے (۲) دو احاطے جس میں ۷ کمرے رہائشی ہیں اور ۲ کمرے مال مویشی کے ہے اس میں ہم پانچ بھائی اشتراکی ہیں - (۳) دوکان ۲ عدد جس میں تین بھائی حصہ دار ہیں - یہ مذکورہ جائیداد موضع بٹگو وال ضلع گورداسپور میں ہے چونکہ فسادات کے ماتحت ہم سے چھوٹ چکی ہے اگر یہ مذکورہ جائداد واپس مل گئی تو میرے حصہ کی کل جائداد جس قدر ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - موجودہ حالات میں ماہوار وظیفہ ۵/- روپے ملتا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میری وفات پر جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد عبد الرحیم درویش بقلم خود ولد الٰہی بخش ۲۴/۱/۴۹

گواہ شد سردار محمد ۲۴/۱/۴۹ - گواہ شد بقلم خود غلام رسول عاجز

وصیت نمبر ۱۳۰۳۴ ق - منکہ مرزا کبیر الدین ولد مولوی امیر الدین احمد صاحب عمر ۸۰ سال ساکن بشیر بیت گنج لکھنؤ یو۔ پی آج بتاریخ ۱۱/۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت جائداد تقریباً تین ہزار کتب ہیں تفاسیر - احادیث - تواریخ - فقہ - اخبارات الحکم - بدر وغیرہ رسائل ریویو وغیرہ - مختلف کتب سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح اول و ثانی کے علاوہ بہت سی کتب ہیں جن کی قیمت اندازاً اڑھائی ہزار ہوگی میں یہ تمام کی تمام کتب اپنی وصیت میں انجمن کو دیتا ہوں صدر انجمن احمدیہ جب چاہے اپنے خرچ پر منگوا لے مجھے قطعاً کوئی عذر نہیں ہوگا - میرے مرنے کے بعد بھی اگر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو تو اس کی مالک بھی وصیت کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

العبد مرزا کبیر الدین احمد اکبر آبادی بقلم خود ۱۱/۱۲/۴۹ گواہ شد سیٹھ خیر الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ - گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۱/۱۲/۴۹

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرمی محمد لطیف صاحب ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب آف کانپور آج کل کچھ مالی مشکلات میں اور دیگر کئی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ تمام احباب جماعت ان کے ازالے کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

۲۔ میرے بھائی احسن علی صاحب کی صحت تاحال درست نہیں ہوئی۔ کمزوری بہت زیادہ ہے احباب کرام کامل صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

از بشارت علی واقف زندگی متعلم جامعۃ المبشرین قادیان

مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ بقیہ صفحہ ۵

بیان کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا کہ وہ اس قسم کی باتوں سے بچیں اور ایسے عقائد سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان کی زد میں آکر آئندہ ہدایت سے محروم ہو جائیں نیز اس میں کفار کو بھی آگاہ کیا گیا تھا۔ کہ یہ عقیدہ بہت سے نقصانات کا موجب ہے اور جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں وہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت پر ایمان لانے سے محروم کر رہے ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کوئی نیا عقیدہ نہیں بلکہ پہلے زمانہ میں بھی ایک گروہ کا ایسا عقیدہ رہ چکا ہے اور وہ اس سے نقصان اٹھا چکا ہے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے قبل بھی ہو چکے ہیں اور آپ کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ جیسا کہ سورۃ جن میں اسکی وضاحت موجود ہے فرماتا ہے۔ انهم ظنوا كما ظننتم ان لن يبعث الله احدًا (سورہ جن) کہ آپ کے زمانہ میں بھی لوگ نبی کی عدم بعثت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے۔

اسی طرح سورۃ یوسف کی مذکورہ بالا آیات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ بھی ایسا عقیدہ لوگوں کے اندر پیدا ہونے والا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس مضمون کو بالوضاحت بیان فرما کر ہوشیار کر دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ جس بات سے مسلمانوں کو روکا گیا تھا اسی کو انہوں نے اختیار کر کے نقصان اٹھایا۔ اور دوسروں کو بھی پہنچایا۔ سچ ہے اذا جاء الحين لم يبق اذن ولا عين روحانی موت کے وقت انسان گونگا بہرہ اور اندھا ہو جاتا۔ جب کسی غیر مولوی کے سامنے یہ آیت رکھی گئی اس نے یہی پوچھا کہ کیا ہمارے مولویوں کو یہ آیت قرآن کریم میں نظر نہیں آتی باوجود جاننے کے نہیں سمجھ سکے اور اس پر مصر ہیں اور اس کی بناء پر جماعت احمدیہ پر طرح طرح کی زیادتیاں کر کے اپنے آپ کو مثیل یہود و مورد غضب الٰہی بنا رہے ہیں اور اس طرح اپنے مثیل یہود ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ اور جس طرح یہود نے مسیح کا انکار کر کے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے ذلیل کر لیا تھا۔ اسی طرح یہ بھی اپنے زمانہ کے مسیح کے انکار اور تکذیب کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ذلیل کر رہے ہیں۔

ہم اپنے ان بھولے بھٹکے بھائیوں کی خدمت میں نہایت محبت سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اس عقیدہ پر ٹھنڈے دل سے نظر ثانی فرماویں اور قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات کو بنظر تعمق دوبارہ دیکھیں۔ یہ آیات پکار پکار کر ان کو بیدار اور ان کی غلطی کو ان پر آشکار کر رہی ہیں۔ اور بتا رہی ہیں کہ یہ عقیدہ سراسر خلاف قرآن کریم ہے اگر وہ ان آیات پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں تو اس کا صاف یہ مطلب ہوگا کہ وہ قرآن کریم کے ایک حصہ کو جسے بظاہر وہ اپنے حق میں سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے کو اپنے خلاف پاکر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نقصان انہی کا ہے نہ کسی اور کا۔ اگر وہ فی الواقع اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں اگر وہ فی الواقع محمد رسول اللہ صلعم کو مانتے ہیں اور اگر فی الواقع ان کے دلوں میں قرآن کریم کی کچھ بھی عزت اور پاس باقی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر انہیں قرآن کریم کی طرف دعوت دی جاوے اور انہیں حضرت عمرؓ کے ارشاد کے مطابق کہا جاوے کہ حسبنا کتاب اللہ آؤ کتاب اللہ ہی کے ذریعہ سے فیصلہ کر لیں، ضرور ہے کہ اس طرح وہ اور ان کے علماء افضال الٰہی کے وارث بنیں گے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنے تھے۔ اور جس طرح خدا تعالےٰ نے ان کو باوجود تھوڑے اور کمزور ہونے کے غالب کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ ان کے غلبہ کے بھی سامان پیدا کر دے گا۔

میں اپنے بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر میرے مضمون میں کوئی لفظ تلخ ہو۔ تو مجھے معاف فرمائیں۔ کیونکہ میری اصل غرض خدا اور اس کے رسول برحق کے کلام اور ارشاد کو ظاہر اور واضح کرنا ہے نہ کسی کے دل کو دکھانا۔ خدا تعالےٰ تمام مسلمانوں بلکہ جمیع بنی نوع انسان پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور راہ راست کی ہدایت دے۔